۴۸۶

بسلسلہ مطبوعات حمیدیہ پریس دہلی

نمبر ۴۴

دلکش مذہبی افسانہ

اندلس کی شہزادی

یا

تائید غیبی

مصنّفہ

علامہ راشد الخیری مدظلّہ

مصنف

صبح زندگی، شام زندگی، شب زندگی، نوحہ زندگی، امت کی مائیں، فسانہ سعید، جوہر عصمت محراب مغرب، بنت الوقت، الزہرا، حیات صالحہ، عروس کربلا، حیات مشرکہ وغیرہ

رضیہ بنت الحمید نے

چوتھی مرتبہ

منشی عبدالحمید خان مدیر مولوی کے

حمیدیہ پریس دہلی [illegible] میں طبع کرا کے شائع کیا جون ۳۳ء

تعداد ۱۰۰۰ جون ۳۳ء قیمت ۸/

حمیدیہ پریس دہلی کی مشہور معروف و قابل مطالعہ کتابیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتاب الاسلام	ملعہ	کیف مراسلات	عمر	بارہ مجالس	۱۲ر	اسلام آٹھ کتابیں مجلد	ئعہ
بخاری شریف اردو کامل	شے	بہارستان باب	عہ	حقایق اسلام	۸ر	تعلیم قرآن کی چار	۱۰
وعظ سعید	۸عہ	نیستان طرب	عہ	شہید اعظم	۸عہ	پانچ مقدس ہستیاں	۱۲
اسلام کی امتیازی [illegible]	۱۰ر	عورت کی زندگی	۸عہ	تعزیرات دوزخ	۱۲ر	سات اخلاقی کتابیں	۱۲
نماز کی پانچ کتابیں	عمر	تقریر کے طریقے	۸ر	اسہل القرآن قاعدہ	۴ر	سات تاریخی کتابیں	۹
نماز کے علمی فائدے	۲ر	ہندوستان کی شہزادیاں	۱۲ر	ختم القواعد	۱ر	دس زنانہ لیستہ مجلد	عہ
مساوات المسلمین	۲ر	قرآن اور مسلمان	۱۲ر	تفسیر لیست سورہ	۸ر	سلسلہ تعلیم الاسلام	عہ
اوراد و وظائف	۱۰ر	کیف شباب	۸ر	بڑے پیر کی بڑی لائف	سے	مومنز انگلش ٹیچر	عہ
صحیفہ قدسی	۸ر	تالیف مضمون نویسی	۸ر	تفسیر سورہ یاسین	۸ر	دوشیزہ کی جوانی	عہ
زیارت رسولؐ	۸ر	جوانی کی سات بہاریں	عہ	تفسیر ام الکتاب	۱۲ر	شاہی کوک شاستر	۸عہ
فالنامہ ناصری	۸ر	عربی کا استاد	۸ر	تازیانہ شیطان	۱۰	خطبات دین مہدی	۸عہ
تنویر القلوب	۸ر	الفاروق	۱۲ر	شرح کریما	۵ر	تاریخ اسلام حصہ اول	۴عہ
دوائیں دعائیں	۴ر	المامون	۱۲ر	تفسیر موضح القرآن	سے	" حصہ دوم	۱۲
دافع الامراض	۴ر	سیرۃ النعمان	۲ر	تاریخ مدینہ	عہ	" حصہ سوم	۱۲
تاریخ القرآن	۱۰ر	الغزالی	۲ر	فارسی بول چال	۱۲ر	" حصہ چہارم	۶ر
مرنے سے پہلے	۱۰ر	سوانح مولانا روم	۲ر	خواب نامہ صدیقی	۴عہ	" حصہ پنجم	۸ر
مرنے کے بعد	۱۲ر	بیان خسرو	۴ر	بڑی سوانح عمری رسولؐ	۱۲ر	کتاب التعویذات	۸ر
خاموش تبلیغ	۱۰ر	سیرۃ سعدی	۴ر	چھیانوے اولیا	۱۲ر	کنز الحسین	۱۲ر
شہید کربلا	۸ر	حیات حافظ	۳ر	کنز الدقائق کا اردو ترجمہ	۴عہ	بڑا شہادت نامہ	عہ
ساوتری	۲ر	آغاز اسلام	۳ر	مرقاۃ العربیہ	۴عہ	نامور خواتین	۱۲ر
شاہ جیلان	۲ر	اسلامی میاں بیوی	۸ر	علم التصریف	۸ر	جذبات شرر	۱۲ر
تفسیر سورہ فاتحہ	۱۱ر	امت کی مائیں	۱۲ر	اردو خط و کتابت	۲ر	گروہ مشاہیر	۱۲ر
قرآن پاک کی بھولی ہوئی نمازیں	۸ر	اندلس کی شہزادی	۸ر	محبت کے خطوط	۸ر	افسانۂ راز نہاں	عمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اندلس کی شہزادی

دیباچہ

عقل سلیم اگر حقیقت کے تسلیم کرنے میں متامل ہو تو ہوا کرے۔ واقعات کا منہ کیا نہیں جا سکتا۔ انسانی زندگی کی تاریخ بتا رہی ہے کہ جو کچھ ہوا ہو رہا ہے اور ہوگا۔ سب کچھ گذرا گذرنا اور گذر چکا ہے۔ بہتر سے بہتر اور بدتر سے بدتر فرحت سے لبریز اور آلام غم کی تاب قلب کی ہر کیفیت جو آج کہیں دماغ کو خوش حال اور کہیں آنکھوں کو خوں بستہ کر رہی ہے۔

بزم احباب میں نووارد مہمان نہیں۔ برات حیات کی عروس دیرینہ ہے جس نے کبھی چشم سیاہ کی ایک گردش سے ہزاروں دل پامال کر دیے اور کبھی کج ادائی کے ادنے کرشمے سے لاکھوں حسرتوں کا خون کیا۔

صحیفہ دنیا کے پیٹ اور فلک کج رفتار کی آنکھ میں ان متضاد حالات کے لازوال خزانے اور معمولی ڈھیر دفن ہیں جو اب بھی اپنے اصلی نقش و نگار میں اور کبھی کینچلی بدل کر چشم بینا کے سامنے آتے ہیں اور فانی اثرات چھوڑ چھاڑ گذرتے چلے جاتے ہیں۔

بحث شادی و غم کے وجود سے نہیں نوعیت سے ہے پیاری کی صورت وہی ہے ہاں لباس کسی کا بسنتی ساڑی اور گلابی بلاؤس کسی کی چکن کی جمپر اور پھوار کا دوپٹہ۔

دلہن کے خد و خال اور قد و قامت بدستور ہے البتہ پہلے ہاتھ پیر گدر گدراں تھا۔ اب پتلی ہے۔

مرنیوالی دنیا فرحت کی اس محبوبۂ دلنواز سے ہمکنار اور مصائب کے دیو آہنشین سے دو چار ایک آدھ بار نہیں ہزار بار ہوئی۔ یہ سماں انوکھا نہیں دیکھا بھالا اور بھگتا بھگتایا ہے۔ کائنات کے ہر ذرہ کی طرح حیات انسانی کی ہر حالت تغیر پذیر ہے مگر خوشا نصیب اس حالت کے جس کا اثر اتنا مضبوط اور استوار اور ایسا گہرا ہو۔ کہ نسلیں فنا ہو کر بھی اسکے فسانے زبانوں پر چھوڑ جائیں۔

زندگی کے اس پر فضا چمنستان میں صرف محبت ہی کے بار آور شجر ایسے دکھائی دیتے ہیں۔ جنکے پھول مرجھا کر بھی ہوا کو مہکا گئے وہ نہوں مگر بسی ہوئی ہوا عطر محبت کی شمیم انگیزیوں کا پتہ بتا رہی ہے۔ سیہ چوڑیاں گوری کلائیوں کی اور سفید پھول زلف سیہ کے رہبر ہیں۔ ریل گاڑی کے انجن ایک نہیں ہزار مٹی کے ڈھیر کو چیرتے ہوئے شاہد سے نکل جائیں۔ مگر زبان پر نام اور دماغ میں خیال آتے ہی وہ مجلس بین آنکھ کے سامنے پھر جائینگی جن میں لب نازک کے ایک تبسم پر سلطنت کے تمام خزانے قربان تھے۔ ظاہر بین آنکھیں بیکس کے مزار پر فضائے الفاظ میں ماتم کے پروں سے لاکھ زور پرواز دکھائیں اور گلے پھاڑ پھاڑ کر چیخیں۔ لیکن چشم بینا وہ منظر فراموش نہیں کر سکتی جب اسی نشیمن خاکی میں آرام کرنے والی بیگم کی ایک نظر نے جہانگیر کی معمولی شراب کو دو آتشہ اور سہ آتشہ کر دیا۔ تین شبانہ روز کی مسافت شکار کی تکان راہ کی صعوبت امراء وزراء دم بخود ہیں مگر دارالخلافہ کی حدود کا داخلہ عاشق مہجور کے دل کا کنول کھلا دیتا ہے اور کنار حوض پر سہ جبین کی پہلی جھلک تمام کوفت ختم کر دیتی ہے۔

اکبر آباد کی یادگار محبت میں مغربی آنکھیں جن طلائی و زمردین نقش نگار کا کلمہ پڑھتی ہیں۔ انکا زوال یقینی ہے مگر خاکی مسہری میں سونیوالی ارجمند بانو کے سرہانے محبت کی جو شمع شاہجہان کے ہاتھ روشن کر گئے اسکی روشنی قمر چہاردہم

کی طرح ہمیشہ جگمگا ئیگی یہ سدا بہار پھول زمین کی سازگاری کے محتاج ہیں نہ فلک کی رفتار کے چمنستان شاہی کے لہلہاتے ہوئے پودوں اور خوش رنگ پھولوں کی آب و تاب اس کلی کو نہیں پہنچ سکتی جس کو محبت میلے کچیلے دوپٹہ کے نیچے سینچ رہی ہے بہشت شداد کا پھولوں سے پٹا قطعہ رسنہ چلنوں کے دماغ معطر کر دیئے مگر دامن کوہ کی اس جھونپڑی پر جہاں عشق کی دیوی جلوہ گر ہو چکی ہے ہزاروں قرن ختم ہونگی۔ بڑے بڑے ایوان و قصور جنھوں نے سلطنتوں کی بہتری بد تری اور اقوام کی زندگی و موت کے احکام صادر کئے اونچی اونچی سربفلک عمارتیں جن کی دیواروں پر خوشی نے جنم لیا جن کی گود میں فرحت و انبساط کی روشنیاں کھیلیں چشم زدن میں کھنڈر ہو کر خاک غرناطہ بنو امیہ کے اقبال کا مرثیہ چند روز اور پڑھ لے مگر قصر زہرہ کے آثار اپنی ہستی کے ساتھ اس صدا کو کمزور کر رہے ہیں۔ کھنڈر کی موت مرثیہ کا خاتمہ ہو۔ لیکن وادی کبیر کی مشرقی سمت میں زمین کے اس ٹکڑے کی جہاں فرڈیننڈ کی بھانجی ملکہ الفینٹا نے یاد دلدار میں آنسو گرائے دنیا جس طرح آج پرستش کر رہی ہے۔ ہمیشہ کریگی۔

عبدالرحمن اول کے ہاتھ کا لگایا ہوا کھجور کا درخت جو اس زمین کے سر پر جھوم رہا ہے اور کائنات کی دو قابل ناز ہستیوں کا ہمراز ہے صفحہ دنیا سے نابید ہو جائے مگر اسکی شرکت کا تذکرہ فراموش نہیں ہو سکتا ؎

عقل جھوٹ سمجھے تو سچ اور قیاس غلط کہے تو صحیح کون کہ سکتا اور کب سکتا تھا یہ شکل و صورت والی تخت حکومت والی جس نے پیدا ہو کر ملک کو اور جوان ہو کر دنیا کو چار چاند لگا دیئے والیان ریاست اور امرا دولت کو نفرت سے جھڑک اور حقارت سے ٹھکرا ایک معمولی گڈریئے کی شکل و صورت کو سر آنکھوں پر جسکو دیگی جس کی کل کائنات بارہ بھیڑیں ہوں جن کا اثاثہ اسی جائداد پر ختم ہو جائے ؎

وہ والی سلطنت کا وارث۔ اور جس کے لباس میں ایک چھوڑ چار چار پیوند
وہ شہزادی کا دلدار؛

خاک اندلس سے مسلمانوں میں ہزاروں اور لاکھوں صورتیں پیدا ہوئیں ملک گیر
حکومت کرنیوالے یہاں سے اٹھے۔ دنیا میں زندگی کا جائز حق رکھنے والے یہاں
سے پیدا ہوئے دیکھنے دکھانیکے لائق سپوت اس ماں کی گود میں کھیلے اور تاریخ
کو جگمگا دینے والے چاند اسی آسمان سے نمودار ہوئے۔ مگر پتھر سے ہیرا کیچڑ
سے موتی جھونپڑی سے شال گدڑی کا لال عاصم کی دوسری مثال گدڑیئے تو
کیا بنو امیہ جیسے با اقبال بھی پیدا نہ کر سکے۔ خلوص نے جس کے نام کی اور محبت نے جس
کام کی قسم کھائی صداقت جس کی چیری شرافت جس کی کنیز ایمان جس کو
پیارا انصاف جس کو عزیز؛

دنیا جل کر اور بھن کر تڑپ کر اور لوٹ کر ایک نہیں ہزار کیڑے ڈالے اور پرائے
ڈھکون کے واسطے اپنی ناک کٹا کر عاصم کے ساتھ القنیا کو بھی جو منہ میں آئے وہ
کہے۔ جو دل میں آئے وہ سنائے مگر عقل اور ایمان کو سامنے رکھکر سوچیں اور گریبان
میں منہ ڈال کر دیکھیں یہ اسی کے دم کا طفیل جو نیتوں کا صدقہ ایمان کا نتیجہ اور
اسلام کا انجام تھا کہ شہزادی دلربا محبت کی جھپٹ میں نہیں پنجہ میں پوری گرفتار
ہو کر بھی عصمت کی کسوٹی پر ٹکم ٹوک اتری۔ ہٹ دھرمی کا علاج نہیں عاصم دکھا
گیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مسلمان خواہش کے بندے اور نفس کے غلام نہیں
بات کے دھنی اور دل کے غنی ہیں۔ محبت کی زنجیر انکے قدموں میں تاج شاہی کو
ٹھکرانے والی اور خلوص کا دریا انکے سینہ میں نفسانی سمندر کو تہ و بالا کرنیوالا۔ محبت
ملکہ نے اگر ہاتھ پکڑنے کی لاج اور محبت کی شرم رکھی تو بڑوں کی بڑی باتیں سلطنت
کی مالک بادشاہ کی بھانجی مال خزانہ دولت حشم ٹھکرا گئی وہ غفور اجو

دکھا گئی وہ کم ذکر عاصم کا ہے پیٹ کو ٹکڑا نہ تن کو کپڑا سر پر ٹوپی نہ پاؤں کو لیترا مگر دیار محبت میں ہر قدم ایسا اٹھایا کہ تاج شاہی قربان اور تخت وسلطنت تصدق۔

زمانہ اپنی رفتار سے مسلمانوں کے تمام کارنامے سرزمین اندلس سے مٹا دے قصر الزہرا کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔ زمین آسمان کی ہمنوا ہو کر وقت کے راگ گائے! اور دور گذشتہ کے جو سر فسانے ہو جائیں۔ لیکن عاصم کا نام ایک اندلس کیا دنیا فراموش نہیں کر سکتی۔ اس کی فانی ہڈیوں کی حفاظت مٹی کا ایک ٹیلہ کر رہا ہو مگر چشم بینا یہاں وہ پھول دیکھے گی جن کو خزاں نہیں۔ اس کے چوگرد محبت کا وہ سبزہ لہلہا رہا ہے جس کو مرجھانے والی کوئی طاقت نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱)

پندرہویں صدی عیسوی بچپن اور شباب دونو مرحلے طے کرنیکے بعد بڑھاپے کی حدود میں قدم دھر چکی تھی کہ سلطنت اندلس پر بنی نصر کی حکومت کا وقت نے خاتمہ شروع کیا وہ تاج جو آٹھ سو سال اسلامی قدموں پر قربان رہا طوطے کی طرح دیدے بدلنے لگا۔ اس وقت سلطنت اسلامی کی ڈگمگاتی کشتی کا ناخدا خلیفہ ابوالحسن تھا۔ اور بتیس دانتوں میں ایک زبان کی طرح چاروں طرف سے عیسائی سلطنتوں میں گھرا ہوا بدنصیب اچھی طرح سمجھتا تھا کہ دشمن تنگ سلطنت ہی کا نہیں میدان تدبیر کا بھی بادشاہ اور سیاست کا شہنشاہ ہے مگر عقل پر ایسے پردے پڑے کہ دولت اور حکومت تقدیر کے حوالے کر اطمینان سے ہو بیٹھا نتیجہ ظاہر انجام روشن اور معاملہ صاف تھا اسلامی سادگی اور شجاعت سب رکھی کی رکھی رہ گئی واہ رے فرڈی نینڈ جس نے ایک ادنے سی کوشش سے چنے چنائے محل اور بنی بنائی عمارتیں سب ڈھا دیں۔ ابوالحسن منہ تکنے کا تکتا رہ گیا اور گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھائی۔ کلیجہ کا ٹکڑا جان کا دشمن تھا۔ اور وہ ابوعبداللہ جس کی صورت دیکھکر مظلوم باپ کا چلوؤں خون بڑھتا تھا جس گوشت کے لوتھڑے کو پال پوس کر جوان کیا وہ باپ کے قتل پر آمادہ ہو کر مقابلہ کو آیا۔ حقیقت میں تو بنو نصر کی حکومت کا چراغ تیرہویں صدی کے وسط میں ہی ٹمٹما

چکا تھا۔ مگر پھر بھی یہ وقت غنیمت تھا کہ جھڑتے ہوئے پھول روشن چراغ کا پتہ دے رہے تھے۔ ابو الحسن اندلس میں تاج اسلامی کے مسافر کا نقش پا تھا مگر اس کی ہمت اور شجاعت یقیناً قابل داد تھی۔ عیسائیوں نے لوپ تاج لنڈ منڈ کر دیا تھا اور غرناطہ کے سوا سب کچھ نکل چکا تھا۔ مگر پھر بھی لٹ گھسٹ کر غرناطہ رشک جنت تھا۔ بارہا بغلی گھونسوں نے حملے کئے مگر وہ شیر میدان ایک قدم پیچھے نہ ہٹا اور ایسے دانت کھٹے کئے کہ دشمن بھی لوہا مان گئے۔ لیکن جب وقت نے وہ گھڑی دکھائی کہ آنکھوں کا تارہ ابو عبداللہ تیغ برہنہ لیکر باپ کا سر اُتارنے آیا تو وہ ابو الحسن جس پر عیسائیوں کی متفقہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی خدا کی قدرت دیکھ کر لرز گیا۔ اور اب اسکو معلوم ہوا کہ زمانہ کی نیرنگیاں کیسی انوکھی ہیں اس نے حسرت سے بیٹے کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اگر پرورش اسی روز کے واسطے تھی اور اس سر کا خواہاں کلیجہ ہی تو بسم اللہ"

ابو الحسن کی موت مستقبل کے واسطے ایک ایسا سبق چھوڑ گئی جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ابو عبداللہ جس نے تخت سلطنت کے واسطے باپ سے دغا کی خوش نہ رہ سکا، اور وہ حکومت جس نے ابو الحسن جیسے انسان سے وفا نہ کی ابو عبداللہ جیسے بے ایمان سے کیا وفا کرتی۔ زاغل ابو الحسن کا چچا بیچ میں کود پڑا اور بجھتے ہوئے چراغ کی بتی تھوڑی دیر کو اوکسا دی۔ مگر تیل ختم اور بتی جل چکی تھی دشمن سر پر موجود تھا۔ زاغل کی عقلمندی پر صبح صادق نے کھلکھلا کر ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو پھونک ماری یہ البتہ ایک موقعہ تھا کہ ابو عبداللہ جیسے دشمنوں کے دھوکہ میں آ، باپ کی قربانی چڑھائی زندگی کے کچھ روز اطمینان سے بسر کر لیتا۔ لیکن ایسی ہستیوں کے انجام اور ان مواعید کے نتیجوں سے تاریخ کے اوراق لبریز ہیں۔

فرڈی نینڈ نے کہلا بھیجا کہ جس مکار نے ابو الحسن جیسے عاشق باپ سے دغا کی وہ مجھ جیسے غیر سے کیا وفا کریگا۔ اتنا کہہ کر فرڈی نینڈ ایک لشکر جرار سے غرناطہ پر حملہ آور ہوا۔

ونا باز شہزادہ کیسا ہی قابل ملامت کیوں نہ ہو مگر وہ اسی سلطنت کے قلب پر حکومت کرنیوالا تھا۔ مدینۃ الزہرا اور قصر احمر جیسی بے مثل عمارتیں اس کا گہوارہ تھیں دولت غرناطہ۔ تلوں اس کے جلو میں حاضر رہتی سلطنت کی سقف متزلزل کے وہ رکن جو اژدہا کا کام کرتے تھے اس کے ادنے اشارے پر قربان ہونیکو تیار تھے عید کے روز اسکی سواری کا غلغلہ زمین سے آسمان تک بلند ہوتا تھا۔

ابو عبداللہ کی شکست معمولی شکست نہ تھی سلطنت اسلامیہ آٹھ سو سال حکومت کرنیکے بعد اس کی صورت میں سپین سے وداع ہو رہی تھی۔ بنو امیہ و نصر کی یادگاریں ان مٹنے والے بہادروں پر جن کی آغوش میں انہوں نے آنکھیں کھولیں اس وقت آٹھ آٹھ آنسو رو رہی تھیں۔ غرناطہ ابو عبداللہ کو نہیں عبدالرحمٰن اول اور دوم کو رخصت کر رہا تھا۔ گنگورے عہد گذشتہ کا مرثیہ پڑھ رہے تھے اور قمری کا دردناک نالہ کلیجوں کے ٹکڑے اڑا رہا تھا۔ آدھی رات کا وقت آیا کہ قصر احمر کے در و دیوار جو عبداللہ کو دیکھ دیکھ کر نہال ہو رہے تھے اس پر لعنت برسانے لگے یہ وہ نازک موقعہ تھا کہ زمین کا ہر ذرہ اور آسمان کی ہر شے نمکحرام عبداللہ کی حالت کا تماشہ دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔ آج اس کو معلوم ہوا کہ مجھ سے زیادہ ذلیل انسان پردہ دنیا پر دوسرا نہ ہو گا۔ اس کی حالت دیوانوں کی سی تھی حسرت سے ایک ایک کا منہ تکتا تھا اور بلک بلک کر روتا تھا۔ مگر جدھر نظر ڈالتا تھا اُدھر سے ہی ملامت کی آواز کان میں آتی تھی۔ روتا پیٹتا ماں کے کمرہ میں داخل ہوا۔ عائشہ بیٹے کی صورت دیکھ کر تھرا اٹھی دوڑی اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا۔

"مرجاتی میں ماں اس سے پہلے کہ تجھ جیسا دغاباز نمک حرام بچہ جنتی دو تھو چا اور اپنی اسیاہ صورت مجھ کو نہ دکھا۔"

ابو عبداللہ دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا ماں کا غصہ اور بھڑکا اور کہنے لگی۔

"جس سلطنت کو مردوں کی طرح دشمن سے نہ بچا سکا اس پر عورتوں کی طرح رونا فضول ہے"

اتنا کہہ کر عائشہ دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ اس وقت عبداللہ دغا باز کو یقین کامل ہو گیا کہ پاؤں تلے کی چیونٹی بھی میری جان کی دشمن ہے اور درحقیقت اب دنیا میں انسان یا حیوان کوئی ایسا نہیں جو مجھ کو پناہ دے۔

رات اپنی منزل آہستہ آہستہ طے کر رہی تھی۔ اور چاند مسکراتا ہوا صبح صادق سے بغل گیر ہوتے خراماں خراماں آگے بڑھ رہا تھا کہ روضۃ الناظرین سے صدائے توحید بلند ہوئی۔ عہد اسلامی کی یہ آخری اذان اس قدر موثر تھی کہ درختوں کا پتہ پتہ رو رہا تھا۔ طائر اپنے اپنے آشیانوں سے مضطربانہ نکل پڑے اور شیون میں مصروف ہوئے فرڈی نینڈ کی فوج آناً فاناً قلعہ میں داخل ہوئی اور قصر زہرا کی سر بفلک دیواروں پر عیسائی جھنڈا لہرانے لگا۔ عیسائیوں نے اس فتح کی خوشی میں متواتر سات روز تک جشن منائے آٹھویں روز فرڈی نینڈ نے اپنی حقیقی بھانجی الفیٹا کو جو ماموں کے پاس پرورش پا رہی تھی اور جس کو چچا اور چچی دونوں چند منٹوں کا چھوڑ مرے تھے ولیعہد سلطنت مقرر کیا۔

(۲)

جو کل بادشاہ تھے وہ آج رعیت۔ جو ایک روز حاکم تھے وہ اس وقت محکوم، جو ابھی آزاد تھے وہ اب گرفتار، جو اس سے پہلے مالدار تھے وہ اس لمحہ فقیر المختصر فلک نیلوفری کی ایک گردش سے بنو امیہ اور بنو نصر جیسے خاندان دو دو دانوں کو محتاج ہو گئے ان بدنصیبوں پر وقت نے جیسے جیسے ظلم توڑے اس کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جن کے حضور میں سلطنت دست بستہ حاضر رہی انکی اولاد دربدر بھیک

مانگتی اور پیٹ بھرتی پھرے۔ جن کے نام کا سکہ تمام ملک میں مدتوں رہا انکے کلیجوں سے چمٹنے والے مزدوری کرتے اور تن ڈھانکتے۔

ابوعبداللہ اور فرڈی نینڈ مدتیں ہوئیں مر کھپ گئے۔ فاتح رہا نہ مفتوح اور ملک کی باگ اس عورت کے ہاتھ میں آئی جس کا نام ملکہ الیفٹیا تھا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عورت ذات نے مدبر مرد و نکو مات کر دیا الیفٹیا نہ صرف حسن انتظام کے اعتبار سے بلکہ حسن صورت کے لحاظ سے بھی دور دور اپنا مثل نہ رکھتی تھی ایک دو نہیں بیسیوں آدمی صرف اسکی صورت دیکھنے سینکڑوں کوس سے آتے جشن نوروز جو سپین کی عید سمجھی جاتی ہے۔ شہزادی کی سواری جب شہر میں نکلتی تو خلقت کا اژدہام اتنا ہوتا کہ آدمی پر آدمی گرتا۔ فوج ہوتی، رعیت ہوتی، اپنے ہوتے، غیر ہوتے یورپ کیا دنیا کا کوئی شہزادہ ایسا نہ تھا جو اس کا طلبگار نہ ہو سلطنت الیفٹیا کا غالباً پانچواں جشن تھا شہر رنگ برنگ کے پھولوں سے آراستہ کیا گیا۔ سواری کیوقت دو رویہ فوجیں کھڑی تھیں اور ان کی پشت پر خلقت کی یہ کثرت کہ جہاں تک نظر جاتی تھی آدمی ہی آدمی دکھائی دیتا تھا۔ عورت مرد لڑکے لڑکیاں شہری بدیسی غرض میدان میں اور سڑک پر تل دھرنے کو جگہ نہ تھی، موسم گرم تھا۔ اور ہوا بند لیکن سواری کا اشتیاق اس درجہ ترقی کر گیا تھا۔ کہ سخت دھوپ میں بھی لوگ ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے۔ قلعہ کی توپ نے شہزادی کی روانگی کا اعلان کیا۔ سواری کا اٹھنا ہی تھا نہ تھا مگر خلقت کی کیفیت یہ تھی کہ ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ باجے کی آواز کانوں میں آئی فوج نے اپنے ہتھیار سنبھالے سواری نمودار ہوئی آفتاب غروب ہونیوالا تھا مگر معلوم ایسا ہوتا تھا کہ چاند وقت مقررہ سے قبل قانون قدرت کے خلاف بجائے آسمان کے زمین سے طلوع ہوا الیفٹیا اس وقت زعفرانی لباس میں تھی ہاتھ میں ایک سرخ پھول بغیر کسی حملہ کے سینکڑوں ہزاروں دل زخمی کر رہا تھا کھلے ہوئے بال ایک ناگ

تھے جو آفت ڈھا رہے تھے چھوٹے چھوٹے دو زمردیں آویزے ہوا کی گود میں جھولتے ہوئے
رُخِ روشن کے پہرہ دار تھے دعاؤں کا غلغلہ زمین سے آسمان تک بلند ہوا اور قصر السرور
کے سامنے جس کے متصل گرجا تھا سواری آکر ٹھہری۔ رومی و کاشانی مخمل کا فرش
پاپوشی کے شوق میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ خدا خدا کر کے آرزو
پوری ہوئی۔ آنکھیں نازک قدموں سے ملیں۔ داخلہ کی توپ چھوٹی اور ملکہ معہ
دستہ حفاظت کے اندر داخل ہوئی۔ بی بی مریم اور حضرت مسیح کے بتوں پر پانی
چھڑکا سجدہ کیا پھول چڑھائے۔ شمع روشن کی اور باہر نکلی چاند کے قریب سات
سہیلیوں کے گچھے کی طرح دستہ کے ہتھیار اور زرق برق پوشاکیں جگمگا رہی تھیں
ٹھنڈی ہوا کے جھونکے جسم نازک سے لپٹ لپٹ کر اوپر اڑ رہے تھے۔ دعا کا غلغلہ
بلند تھا۔ اور ٹکٹکیاں اس چاند سے چہرہ پر بندھی ہوئی تھیں کہ ایفتیا چلتے
چلتے ٹھٹکی، پیشانی پر ایک بل آیا جھکی، دیکھتی ہے تو ایک سیاہ سانپ پاؤں
سے لپٹا ہوا ہے، چیخ ماری اور گر پڑی۔

ایک دو نہیں ہزاروں نمکخوار تھے اور عاشق زار پروانوں کی طرح نثار ہونیکو
موجود تھے، دشمن ہوتا تو تکا بوٹی کر دیتے۔ گستاخ ہوتا زبان کھینچ لیتے، مگر سب مجبور
اور لاچار ملکہ گرتے ہی بیہوش، خوشی کا جلسہ آناً فاناً غم سے بدل گیا روتے پیٹتے
محل میں لائے ماہرین فن طب حکیم جمع ہوئے کوشش میں کمی نہ کی بندھی باندھے
اور پچھنے بھی لگوائے مگر زہر سرایت کر چکا تھا آدھی رات کے وقت منہ سے کف
جاری ہوئے اور وہ تن نازک جو بلور کے ٹکڑوں کو شرماتا تھا کانچ بنگیا۔

محل میں رونا پیٹنا مچا، عزیزوں نے پچھاڑیں کھائیں، نوکروں نے ٹکریں
ماریں، کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تھا، کوئی مریض کی طرف، سڑکوں پر سجدے
تھے زبانوں پر دعائیں تھیں گرجا میں نمازیں تھیں۔

جب معالج بھی مایوس ہوئے اور زندگی کی امید کسی متنفس کو نہ رہی تو ایک شخص قصر شاہی میں حاضری کی اجازت کا طلبگار ہوا اور خواہش کی کہ شہزادی کی صورت نہیں صرف حالت ایک دفعہ دیکھوں اور تھوڑی دیر کے بعد ایک سنڈ مسنڈ جوان جس کی گھنی ڈاڑھی خاک میں اٹ رہی تھی جسکے میلے بال الجھ کر جلد سے چمٹ چکے تھے ایک میلہ سا تہ بند باندھے اور کمبل کی مرزئی پہنے اندر داخل ہوا آنکی صورت وحشیوں کی سی لباس کی رفتار گنوار ونکی سی۔ اس کی گفتار اکھڑوں کی سی کس کا مجرا کہاں کی کورنش کیسا آداب اور کدھر کی تسلیم ایک نظر ادھر سے ادھر سے اُدھر ڈالی آگے بڑھا شہزادی کو دیکھا مسکرایا اور بآواز بلند کہا۔

"مریض سے زیادہ مردنی تم لوگوں کے چہرے پر کیوں چھا گئی، موت اچھے آدمیوں کیلئے ایسا خطرناک واقعہ نہیں دنیا اپنی بے ثباتی، حالت اپنا تزلزل زندگی اپنا انجام اور خوشی اپنا نتیجہ تم کو دن رات ہر رنگ میں اور ہر ڈھنگ میں ہر صورت سے اور ہر حالت سے اچھی طرح دکھا رہی ہے۔ فانی دنیا سے وداع ہوتے وقت تمہاری حکمران ملکہ اور کوہ سلیسر کا جوگی فقیر دونو ایک ہیں۔ صبر کرو مشیت پر راضی رہو تقدیر اور خاموش ہو جاؤ، حکم الٰہی پر، دولت اندلس دیکھنے والوں کو بڑے بڑے تماشہ دکھا گئی۔ اس نے عبدالرحمٰن اول و دوئم جیسے بیمثل مدبروں کو انگلی کے اشارے سے ڈہائی گز زمین کے نیچے پہنچا دیا۔ اس نے اپنے ظاہر فریب چہرے کے ایک تبسم سے ابوعبداللہ جیسے بے وفا کو کتے سے بدتر بنا دیا۔ آج وقت ہے کہ میں دکھاؤں اور تم دیکھو جنگلی ہستیاں قصر شاہی کی روحوں سے فقیر صورتیں امیر انسانوں سے، دو گز کی سوکھی لکڑی چمکدار ہتھیاروں سے چکٹ لباس زرین پوشاکوں سے زیادہ طاقتور ہیں۔ تم نے اپنے سجدے کر لئے مسیح اور مریم کی پرستش دیکھ لی اب میرا سوانگ بھی دیکھ لو۔"

سب دنگ اور دم بخود تھے شمعوں کی روشنی نے رات کا دن بنا دیا تھا۔ وحشی اتنا کہہ کر آگے بڑھا اور ایک جواہر نگار کرسی گھسیٹ کر طلائی مسہری کے پاس جس پر ملکہ دنیائے ناپائدار سے وداع ہو رہی تھی بیٹھ گیا غور سے صورت دیکھی اور کہا:۔

معجزہ اور کرامت نہیں، ہمت اور طاقت نہیں محض خدا کی قدرت ہے اور اسلام کی برکت کہ ایک گنہگار انسان ایک ادنےٰ مسلمان وہ کر دکھاتا ہے جو تمہارے بال بڑے بڑے نہ کر سکے"۔ اسلامی اثر سلطنت کے ساتھ ہی فنا ہو چکا تھا اور ملک میں مسلمانوں کی تعداد برائے نام تھی لیکن تعصب کی آگ اس قدر بھڑک رہی تھی کہ باوجود حکومت کے عیسائی مسلمانوں کا قتل کارِ ثواب سمجھتے تھے وحشی کی گفتگو سنتے ہی ارکین سلطنت بگڑ گئے ایک بڑا راہب اٹھا اور کہنے لگا۔

مسلمان اپنے غلط عقیدے کی کافی سزا بھگت چکے ان کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ حق اور باطل میں کیا فرق ہے۔ خداوند نے ان کو اچھی طرح ذلیل و رسوا کر کے دنیا کو دکھا دیا کہ جھوٹی ترقی پائدار نہیں اور دنیا میں مستقل زندگی انہی لوگوں کو میسر جو اس کی حقیقی رضامندی مقدم سمجھتے ہیں"۔

وحشی "ہماری ترقی اور تنزل کا خدا سے کچھ واسطہ نہیں یہ ہمارے اپنے اعمال ہیں جب تک ہم نے ترقی کی کوشش کی کامیاب ہوئے۔ جب ہم نے تنزل کی طرف رجوع کیا۔ تو روکنے والا کون تھا۔ فتح اور شکست صداقت کا معیار نہیں، ترقی اور تنزل پر حقانیت کا انحصار پہلے تھا نہ اب ہے۔ میں خدا کا ایک گنہگار بندہ ہوں لیکن تم کو جن معجزوں پر کامل بھروسہ اور پورا یقین ہے وہ میں خود دکھا دونگا۔ تمہاری شہزادی مر رہی ہے سانپ کا زہر چڑھ چکا۔ اگر بیمار کو چنگا مردے کو زندہ کرنیوالی کوئی حقانیت تم میں موجود ہے تو اس سے کام لو ورنہ یقین کرو تمہارا عقیدہ غلط تمہارا یقین جھوٹا حضرت مسیح کے وہ معجزات جن پر تمہارا ایمان ہے خاک عرب سے اٹھنے والے رسول کی امت کا ایک

ادنےٰ خادم دکہا سکتا ہی حکومت کی طاقت وحشی گے ان الفاظ کی برداشت نہ کرسکی اگر معاملہ نازک نہ ہوتا تو شاید چیل کو وں کو بوٹیاں دیدی جاتیں تاہم اتنی سزا ملی کہ مدعی نہایت ذلت کے ساتھ دہکے دیکر نکالدیا گیا۔

(۳)

فرشتہ صبح کا یہ آسمانی پیام کہ بچے جنوموت کیلئے اور مکان بنا و ڈہانے کے لئے ہوا میں گونج رہا تہا کہ الفیٹا کا وہ نازک جسم جس کا ہر عضو اپنی گردش سے قیامت ڈہاتا اور بجلی گراتا تہا ٹھنڈا برف ہوگیا۔ نبضیں ختم ہوئیں۔ سانس رخصت ہوا اور حسن کی دنیا ک عالم میں بیٹھی ہوئی تھی وہ گوشت کا اب ایک بیجان لوتھڑا تھی وہ متوالی آنکھیں جنکا نظارہ ٹھنڈے دل کو بھی تڑپا دیتا تہا بند ہوئیں اور وہ لب نازک جن کی ہلکی پیاری سرخی مائل آنکھوں کے راستہ کلیجہ کے پاس ہوتی تہی ہلدی کی تحریر بنگئے۔ قصر شاہی سے ماتم کی صدائیں اور شیبوں کا نالہ بلند ہوا۔ اور جہاں پہولوں کی قطار عام بہار پیدا کر رہی تھی وہاں سیاہ لباس کے سوا کچھ نہ تہا شاہی جہنڈے سرنگوں تہے اور درو دیوار خاموش امرا ساکت اور وزرا دم بخود فوج حیران اور دستہ بریشان بڈہا باپ اور بدنصیب ماں دیوانوں کی طرح جہک جہک کر چہرہ دیکھتے اور کلیجہ میں گھونسہ مارتے الگ ہٹ جاتے ہر طرف ایک کہرام مچ رہا تہا۔ گیارہ بجے کے قریب جنازہ اٹھایا گیا۔ ارمان بھرے دل جو عالم خیال میں ہزار ہا امنگیں پہلو میں لئے بیٹھے تہے برہنہ سر اور ننگے پا ساتھ ہوئے اور دوپہر کے بعد حسینہ اندلس سپرد زمین کردیگئی۔

(۵)
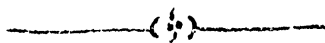
الفیٹا کے بعد اس کا چھوٹا بھائی فریڈرک تخت وتاج کا وارث تہا۔ مگر اسکی عمر چونکہ بارہ سال سے کم تھی اسلئے تجویز یہ ہوئی کہ ہیرس فریڈی نینڈ کا بھتیجا عارضی

طور پر بادشاہ قرار دیا جائے اور ہوشیار ہوتے ہی سلطنت کا مالک فریڈرک ہے اس تجویز سے اگرچہ تمام اراکین متفق نہ تھے مگر کثرت رائے سے یہی طے ہوا اور قرار پایا کہ کل علی الصباح ہیرس کی سرپرستی میں فریڈرک کی تخت نشینی کا اعلان ہوجائے۔
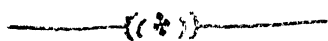
الفینیا جیسی قابل ناز ہستی کی فنا دنیا کا پہلا واقعہ نہ تھا۔ نہ معلوم ایسے ایسے کتنے چمکدار چہرے خاک میں ملے جو موت کیوقت دیوانوں کی طرح سر پھوڑ رہے تھے، وہ جلوس کیوقت باغ باغ اور نہال نہال تھے، غرناطہ دلہن کی طرح آراستہ کیا گیا۔ بنوامیہ کی عالیشان عمارتیں منہ سے بول رہی تھیں قصر شاہی اور گرجا جشن نوروز کو مات کر رہے تھے، تمام روز عید کا لطف رہا۔ رات کو جب اعلان شاہی کا وقت قریب آیا تو شہزادہ جیمس نے ایک تحریر پیش کی جس میں صاف طور پر ملکہ الفینیا کے یہ الفاظ موجود تھے کہ تاج و تخت کا وارث میرے بعد جیمس ہے۔

جیمس خاندان شاہی کا بہت بڑا رکن تھا۔ اور کورٹ شپ کے سلسلہ میں قریب قریب اس کا تمام وقت ملکہ کی صحبت میں بسر ہوتا تھا۔ جیمس کے دعوے اور اس تحریر نے اب سلطنت کے دو حصے کردیئے ایک فریق ہیرس کی تخت نشینی کا خواہاں تھا دوسرا جیمس کا۔

اس وقعت اور ہر دلعزیزی کے علاوہ جو جیمس کو میسر تھی سب سے بڑی بات یہ تھی کہ الفینیا کی زندگی میں محبت کا کوئی مرحلہ ایسا نہ تھا جو عاشق جانباز نے آسانی طے نہ کیا ہو۔ بڈھا ایسن اور اس کی بیوی فلورا دونوں ماں باپ اس شادی کے خلاف تھے مگر جیمس کی اطاعت، محبت، منت، خوشامد نے الفینیا کے دل میں کچھ ایسا گھر کرلیا تھا کہ بظاہر وہ اُسکے ہر قول کو صحیح اور دعوے کو درست تسلیم کرتی۔

الفینٹا کے مرتے ہی اس نے اپنی ہوشیاری سے تمام بڑے بڑے آدمیوں کو گرویدہ کر لیا۔ اور گولیس اور اس کی بیوی دونوں نے اس تحریر کی مخالفت کی مگر جیمس تخت نشین ہوا۔

۲

زمرد بن مسہریوں اور پھولوں کی سیجوں پر آرام کرنیوالے پرسیپٹو یعنی غرناطہ کے شاہی قبرستان میں سرمنہ لپیٹے ہزاروں من مٹی کے نیچے پڑے ہیں جن کے دربار میں بڑے بڑے امرا اور رؤسا دست بستہ حاضر تھے آج گنجان درختوں کا سایہ عشق پیچاں کی بیلیں، الو کے جھگڑ اور مٹی کے تودے ان کے ہمراز و دمساز ہیں۔ ابھی چند گھنٹے پہلے پرسیپٹو کی چہل پہل شہر کی آبادی کو مات کر رہی تھی۔ ملکہ کے دفن میں رعیت کا ہر چھوٹا بڑا شریک تھا۔ لیکن اس وقت ہوا کے جھونکوں اور رات کی سائیں سائیں کے سوا کوئی آواز نہیں البتہ درختوں کے پتے فنا ہونیوالوں کا مرثیہ رک رک کر پڑھ لیتے ہیں عالم سنسان میں کدال پھاوڑوں کی آواز ہوا میں گونجی رات اندھیری تھی اور جس کی خوابگاہ جھلاجھلی کی روشنی سے دن کو پرے بٹھاتی تھی اس وقت صرف ایک شمع اس کے سرہانے رو رہی تھی۔ دنیا عالم خواب میں تھی نظام عالم کا ہر ذرہ اپنے کام میں لیکن ایک شخص برابر قبر کھودنے میں مصروف تھا۔ یہانتک کہ لاش کا صندوق نظر آیا۔ اب وہ اندر اترا صندوق کھولا لاش نکالی اور کندھے پر رکھ باہر آیا قبر بدستور بند کر دی اور چلتا ہوا۔

مسافر شب کی طرح اس شخص کی رفتار بھی لحظہ بہ لحظہ تیز ہو رہی تھی کفن میں لپٹی ہوئی لاش اس کے کندھے پر تھی قبرستان سے باہر نکل کر وہ ٹھٹکا، اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ کائنات کے رخ روشن پر رات کی سیاہی کا برقع پڑا ہوا تھا۔

اور بظاہر کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ پرسینیو کا محافظ اطمینان سے نیند کے مزے لے رہا
تھا۔ مگر اس شخص کا دل دھکڑ دھکڑ کر رہا تھا۔ سڑک پر پہنچ کر وہ پھر ٹھیرا اور چاروں طرف اچھی
طرح دیکھا۔ کچھ سوچا اور پھر آگے بڑھا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ اس سڑک پر ہو لیا
جو دمشق کو جاتی تھی! ور آناً فاناً میں نظروں سے غائب ہوگیا۔

((۵))

بڈھے لبین تو نے اپنے مکر و فریب سے جو مصیبت میرے سر پر ڈھائی جب تک
میں اس کی کافی سزا تجھکو نہ دے لوں میرا دل ٹھنڈا نہیں ہو سکتا رعیت کا ایک فرد
بھی ایسا نہیں جو میری حکومت کے برخلاف ہو یہ تمام آگ تیری لگائی ہوئی ہے
تو نے میرے ہی ساتھ نہیں اپنی اس مری ہوئی لڑکی کے ساتھ دغا کی جس کا تو
عاشق زار تھا۔ تجھکو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ میری صورت کی دیوانی تھی۔ اس نے
تیری مرضی کے خلاف مجھ سے شادی کی تیرے غصہ کو ٹھکرا دیا۔ تیری نفرت کو حقارت
سے جھڑک دیا گیا یہ (شادی کی انگوٹھی) وہی نہیں ہے جو تیرے ہاں سات پشت
سے برابر چلی آتی ہے۔ اب بھی اگر تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا تو میں تجھ کو اس کا
وہ مزہ چکھاؤں گا کہ تو ہمیشہ یاد رکھے گا۔

لبسن کے ہاتھ میں ہتھکڑی پاؤں میں بیڑی اور گردن میں طوق تھا۔ سر کے
سفید بال ہوا سے اڑ اڑ کر اس کے منہ پر گر رہے تھے۔ اس کے ہونٹ خشک تھے
اس کا چہرہ اداس تھا۔ ننگی تلواروں کے پہرہ میں وہ خاموش کھڑا تھا کہ جمبیں دانت
پیستا ہوا اٹھا اور کہا:-

ستمگار اس وقت میرے سامنے بھیگی بلی بنا کھڑا ہے زبان کھول اور جواب
دے۔ تیری رہائی یقیناً میری بربادی ہے اگر تو اب بھی توبہ کرے اور یقین دلائے

کہ آئندہ میری اطاعت تیرا فرض ہوگا تو میں تجھ کو چھوڑوں۔"

لبین۔ ظالم تو غلطی پر ہے۔ چند روزہ سلطنت نے تیری عقل پر پردے ڈال دیئے او بیوقوف یہ پائدار نہیں ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی با اقبال سلطنت چشم زدن میں ملیامیٹ ہوگئی۔ کل جہاں توحید کے جھنڈے اڑ رہے تھے اور اسلام کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ آج وہاں خاک اڑ رہی ہے۔ فرڈیننڈ جیسا فاتح جس کی شجاعت ضرب المثل ہے موت کی چکی میں چیونٹی کی طرح پس گیا۔ ایفینیا جیسی گل اندام پھول کی طرح دنیا کو جھلک دکھا کر ایک رات میں مرجھا گئی یاد رکھ بیوقوف جیمس وقت ہمیشہ ساتھ دینے والا نہیں۔ انگوٹھی جو تیری انگلی میں ہے بیشک میرے خاندان کی ہے اور مجھے اب گو ایفینیا موجود نہیں یہ کہنے میں تامل نہیں کہ مرنے والی دغا باز تھی کہ تجھ کو علم نہ ہونے دیا۔ اس پر بھی تیری نخوت اور تمکنت ظلم و ستم اس قابل نہیں کہ ملک کی باگ تیرے ہاتھ میں دیجائے۔

لبین کا یہ آخری فقرہ ختم نہ ہوا تھا کہ جیمس کی آنکھوں میں خون اتر آیا وہ دانت پیستا آگے بڑھا اور بندوق کا کندا اس زور سے منہ پر مارا کہ لبین کا چہرہ لہولہان ہوگیا۔ اس نے سفید داڑھی سے لال خون پونچھا اور کہا۔

کیا ایفینیا کی محبت یہی معنی رکھتی ہے؟ حق کہنے پر آپے سے باہر نہ ہو یہ گروہ جو آج تیرے دام میں پھنسکر تیری حکومت کا مؤید ہے کل تیرے مظالم سے سر پر ہاتھ رکھ کر رویئے گا تو دغا کا پتلا اور فریب کی پوٹ ہے۔

جیمس نے اب جلاد کیطرف اشارہ کیا اور آناً فاناً لبین کی گردن زمین پر تڑپنے لگی۔

(۶)

پہاڑ کا لا انتہائی سلسلہ دور تک پھیلا ہوا ہے دامن کوہ میں جس کے سامنے

دریا لہریں لے رہا ہے پھونس کی جھونپڑی میں ایک مہ جبین آنکھیں کھولے ٹوٹی سی چار پائی پر لیٹی ہے۔ جسم بلورین پر نیلی رگیں نقاہت سے نمودار ہو کر ابر سیاہ کے غلیظ ٹکڑوں کا سماں دکھا رہی ہیں مشکل سے بات کر سکتی ہے سانس آہستہ آہستہ چل رہا ہے۔ آنکھیں بند کرتی ہے کھولتی ہے اور انہی آنکھوں سے بدقت تمام ایک نظر دروازے تک پہنچا کر کچھ سوچنے لگتی ہے آفتاب خاصہ تیز اور ہوا اچھی گرم ہے دن کے چار بجے ہونگے کہ بھیڑوں کا چرواہا سر پر پگڑا باندھے لمبا کرتہ پہنے ہاتھ میں موٹا سا لٹھ لیے گھر میں داخل ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں تازہ دودھ کا پیالہ ہے مریض کے قریب پہنچا سہارا دیکر اٹھایا اور دودھ پلاکر پھر لٹا دیا۔

اس کے بعد چرواہا باہر نکلا، بھیڑیں درہ میں بند کیں پہاڑ پر چڑھا کچھ پھل توڑے اور پانی کا ایک ڈول دریا سے بھر واپس آیا۔

مریضہ منتظر تھی آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ زیتون کا تیل چراغ میں ڈال کر چرواہے نے روشنی کی بیمار کو اور دودھ پلایا اور خاموش ہو بیٹھا۔

کانپتا ہوا نازک ہاتھ بیمار کا اوپر اٹھا۔ بیمار نے چرواہے کو اشارے سے بلایا اور رک رک کر کہا

"بتا ... دو ... تم ... کون ... ہو ... میں ... کہاں ... ہوں"۔

چرواہے کے سخت چہرے پر خفیف مسکراہٹ آئی اور کہا۔

"میں غرناطہ کا ایک معمولی چرواہا اور آپ اس چرواہے کے گھر میں"۔

بیمار۔ "مجھ اور ... مجھ پر کیا ... گذری۔

چرواہا۔ "آپ کو اپنی داستان کہاں تک یاد ہے"؟

بیمار۔ "سانپ کے کاٹنے تک۔

چرواہا۔ میں نے جب یہ خبر سنی تو اس لیے کہ میں مسلمان ہوں اور میری کتاب

مقدس یعنی قرآن ہر دکھ کی دوا اور ہر مرض کی شفا ہے مجھ کو یقین کامل تھا کہ سانپ کا زہر اتار دوں گا۔ محل میں پہنچا۔ انسان جب حیات فانی کی کنہ کو پہنچ جاتا اور صنعت سے صانع کا پتہ لگالیتا ہے تو وہ مخلوق ہو کر فنافی الخالق ہو جاتا ہے اور یہ وہ وقت ہے کہ کائنات کی ہر شے اس کے سامنے ہیچ ہوتی ہے یہ ہی اشیا جنمیں کچھ نہ کچھ خاصیت ضرور ہوتی ہے! اس مرتبہ پر پہنچکر انسان سے پوشیدہ نہیں رہتیں میں خادم ہوں ایک ایسی ہستی کا جس کے حضور میں حجر و شجر گویا ہوئے۔ مجھے معلوم تھا کہ جنگل کی خوبوٹیاں قدرت کا مخفی خزانہ ہیں میں نے علے الاعلان اراکین دربار سے خطاب کیا کہ آج حقانیت کے امتحان کا بہترین موقعہ ہے عبادت گذار راہب اپنے کام دکھائیں یا اسلام کے ایک گنہگار بندے کے اعتقاد کا تماشہ دیکھیں افسوس یہ اعلان بجائے اس کے کہ قدر سے دیکھا جاتا حقارت سے مسترد کر دیا گیا اور انہوں نے ایک بیش بہا زندگی کے مقابلہ میں اپنی لغو ضد اور ہٹ کو ترجیح دیکر آپ کو موت کے سپرد کر دیا۔ مجھے معلوم تھا کہ پانی کا ڈوبا ہوا اور سانپ کا کاٹا ہوا کچھ دیر تک اس حالت کے بعد بھی جسکو ظاہری آنکھیں موت سمجھتی ہیں قابل علاج رہتا ہے۔ میں نے یہ کوشش کی کہ لاش کے صندوق اور قبر کی دیواروں میں ہوا کے داخل ہونیکا راستہ رکھا اور دفن کے بعد آپکو نکالکر خدا کی قدرت کا تماشہ دکھادیا۔

وہ چہرہ جس پر مُردنی چھا چکی تھی اب اس پر دو کیفیتوں کا گذر تھا۔ خوشی کے آثار فوراً نمودار ہوگئے اور اس وقت کی تصویر جب ظالم سانپ نے ڈسا آنکھ کے سامنے پھر گئی مر کر زندہ ہونا معمولی بات نہ تھی۔ اس خاص حالت میں بھی اس خبر نے کمزور جسم میں ایسی طاقت پیدا کی کہ ملکہ اٹھ بیٹھی۔ مسرت کے انتہائی جذبات اس کے ہر سانس سے اور ہر حرکت سے ظاہر ہو رہے تھے مگر اس کے ساتھ ہی محسن کی خدمات کا بار بھی دن پر سوار تھا کہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتی تھی کہ اسکا کچھ زیادہ پتہ لگاؤں در معلوم

دفعتہً وہ فرط مسرت سے اُچھل پڑی اور چرواہے سے کہا "آپ مسلمان ہیں"
"الحمدللہ اسلام کا ایک ادنیٰ خادم"
ملکہ۔ کچھ شک نہیں آپ نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا"
چرواہا۔ "یہ صرف خدا کا فضل تھا۔ انسان بغیر اسکی اعانت کے کچھ نہیں کر سکتا"
ملکہ۔ "آپ کی رائے میں میری یہ نقاہت کب تک دور ہوئیگی"
چرواہا۔ "افسوس میں طبیب نہیں ہوں تجربہ کہتا ہے تین چار ہفتہ میں یہ میں جانتا ہوں کہ یہاں ہر قسم کی اذیت اور تکلیف آپ کو پہنچ رہی ہے قصر شاہی میں وقت گذارنیوالا جسم چرواہے کی جھونپڑی میں دن بسر کر رہا ہے ملکہ عالیہ میں مہمان نوازی کے قابل نہیں تخت سلطنت مبارک ہو پھر آپ کہاں اور یہ ردولیوا کہاں خوش نصیبی تھی اس زمین کی نازک قدموںکو بوسہ دیا اور اچھی تقدیر تھی میری کہ یہ جھونپڑی اس روشن چہرہ سے منور ہوئی"
ملکہ اب خاموش تھی ایک ہلکی سی مسکراہٹ آنکھوں میں لوٹی اور اس آخری فقرہ کا جواب صرف ترچھی نظر تھی جس میں اعتراف کرم کے ساتھ محبت کی ایک خفیف جھلک موجود تھی۔
ان آنکھوںمیں ایک جادو تھا، یہ نگاہ ایک بجلی تھی جو غریب چرواہے کے دل پر گری اور سر سے پاؤں تک خاک سیاہ کر دیا بیتابانہ اٹھا اور تڑپتا ہوا قدموںمیں گر پڑا۔
ملکہ۔ "کیا تمکو بھی سانپ نے ڈسا۔ یہاں تو کوئی علاج کرنیوالا بھی موجود نہیں"
چرواہا۔ "ہاں مجھکو اور قسم کے سانپ نے کاٹا مگر میرا معالج تو وہی ہے جس نے مجھکو فنا کیا۔ یہ زہر قاتل نہیں پُرلطف ہے"
ملکہ۔ "لطف تو میرے زہر میں تھا کہ دنیا سے تھوڑی دیر کو بالکل ہی بیخبر ہوگئی تھی ایک نغمہ تو بہت اچھا سُن گیا۔

چرواہا "وہ کیا ہے"

ملکہ "یہ مذہب کے جھگڑے"

چرواہا "وہ کس طرح ہے"

ملکہ "موت کے بعد کچھ نہ تھا۔ دوزخ تھا نہ بہشت اور عذاب تھا نہ ثواب"

چرواہا "مگر موت تو نہ تھی"

ملکہ "پھر کیا تھا"

چرواہا "بیہوشی"

ملکہ۔ "یہ بھی موت ہی تھی اور اگر علاج نہ ہوتا تو یہی حالت موت کی تھی کوئی دوسرا نتیجہ ایسا نہ تھا جو اس سے مختلف ہوتا۔

چرواہا "بیہوشی بالآخر موت ہو جاتی۔ مگر بیہوشی موت نہ تھی۔ اور اعمال جزا موت کے بعد ہے"

ملکہ۔ "یہ اسلام کا عقیدہ ہے ؟"

چرواہا "نہیں یہ صرف اسلام کا نہیں بلکہ ہر ذی عقل کا"

ملکہ "یہی عقیدہ عیسائیت کا ہے"

چرواہا۔ ہاں نتیجہ تو قریب قریب ہر مذہب کا یہی ہے اور اعمال کی سزا و جزا کے سب قائل ہیں کوئی کسیطرح اور کوئی کسیطرح مگر اصل اصول قابل بحث ہے"

ملکہ "آپ پیغمبر عربی کے قائل ہیں۔

چرواہا۔ لاریب وہ بے مثل ہستی تھی جس نے زبان اور قلم سے نہیں اعمال اور افعال سے اپنی نبوت کا ثبوت دیا۔ اور دنیا کے ہر تعلق کو نعمت بتایا بشرطیکہ وہ ناجائز نہ ہو"

ملکہ "اس کا کیا مطلب ہے"

چرواہا۔ اسلام کی تعلیم ترک دنیا نہیں بلکہ بیوی بچے عزیز و اقارب مسلمان کی جزو زندگی ہیں۔ اگر ترک دنیا کے بعد انسان خدا کی عبادت کر سکا تو زیادہ قابل تعریف نہیں یہ ظاہر ہے کہ قدرت کا منشا انتظام عالم سے بقا حیات ہے اگر انسان قدرت کے اس منشاء کی مخالفت کرے تو اسکی تعلیم جائز نہیں اور اس کی پیروی قطعاً نامناسب ہے۔"

ملکہ۔ "آپ خداوند مسیح پر معترض ہیں۔"

چرواہا۔ "میں عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر یقین کرتا ہوں۔ اسلام نے انکی نبوت کا اعتراف کیا ہے۔"

ملکہ۔ "کیا واقعی؟"

چرواہا۔ یقیناً کلام الٰہی میں جسکو ہم قرآن شریف کہتے ہیں بحث ہے۔"

ملکہ۔ "مجھے اس کا علم نہ تھا پھر ہمارے آپکے مذہب میں کیا فرق رہا؟"

چرواہا۔ "ہم حضرت عیسیٰ کے ساتھ رسول عربی کو پیغمبر آخر الزماں یقین کرتے ہیں۔ آپ کی انجیل کو بھی خدا کا کلام مانتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے لیکن عیسائی ہمارے رسول کی پیغمبری کے قائل نہیں۔"

ملکہ۔ "اس میں اس کا کیا حرج ہے؟"

چرواہا۔ "حضرت عیسیٰ کی زندگی کی پیروی وہ کر نہیں سکتے۔ کرتے ہیں وہ جو اسلام کے احکام ہیں مگر ہمارے رسول کی زبان سے مخالفت کرتے ہیں جس کے معنی ہٹ دھرمی کے سوا کیا ہو سکتے ہیں۔"

ملکہ۔ "آپ مسیح کو خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔"

چرواہا۔ "نہیں ہرگز نہیں ہم تو خدا کو وحدہ لاشریک یقین کرتے ہیں اور اس کی ذات کو ہر قسم کے شرک سے بری سمجھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو پیغمبر اور انکی

مقدس ما حضرت مریم کو دنیا کی بہترین عورت مانتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے خدا کو باپ بننے کی ضرورت نہ تھی آپ ہی خیال کیجئے جو اتنی قدرت رکھتا ہے کہ انسان سے انسان پیدا کرے کیا وہ بغیر باپ کے اولاد پیدا نہیں کرسکتا۔ بہرحال حضرت آدم کا پیدا کرنیوالا بھی تو وہی ہے جس کے وجود کے ہم اور آپ دونوں قائل ہیں اور جس کو ہم دنیا میں سب سے پہلا انسان خیال کرتے ہیں "

ملکہ۔ یہ باتیں تو دل کو لگتی ہیں مگر اسکے متعلق ہم پھر کسی وقت گفتگو کرینگے "

چرواہا۔ مجھے ایک بات اس سلسلہ میں اور کہنی ہے۔ اور وہ یہ کہ باوجود نبوت اور پیغمبری کے ہماری کتاب مقدس جو ہمارے رسولؐ پر نازل ہوئی ہم کو یہ بتارہی ہے کہ ہم اپنے رسولؐ کو اپنے ہی جیسا انسان سمجھیں نہیں کہ اسکو خدا تسلیم کریں۔

ملکہ۔ نہایت خوب میری رائے میں رسول عربی کی صداقت کا یہ بہت بڑا دعویٰ ہے کیا آپ کے پاس قرآن موجود ہے اور مجھے یہ الفاظ آپ دکھا سکتے ہیں "

چرواہا۔ قرآن مجید میرا ایمان ہے میری جان ہے میں اکثر اس کی تلاوت کرتا ہوں وہ ہر مسلمان کے پاس موجود ہوگا "

اتنا کہ کر چرواہے نے ملکہ کے سامنے وضو کیا اور قرآن شریف اٹھا کر لایا بوسہ دیا جزدان کھولا اور یہ آیت دکھائی۔

" قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ "

ملکہ۔ ایک اور بات دیکھنے کے قابل ہے کہ یہ خدا خود نہیں کہہ رہا بلکہ پیغمبر کی زبان سے کہلوا رہا ہے کہ تم کہو کہ میں تو تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں میں تسلیم کرتی ہوں کہ خاک عرب سے اٹھنے والا پیغمبر صادق تھا "

چرواہا۔ مرحبا کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ " ملکہ نے باواز بلند

کلمہ پڑھا اور جیرو اے نے گردن جھکا کر اس کی صداقت کا شکریہ ادا کیا۔

(۷)

یقیناً تو اس قابل ہے کہ تیری بوٹیاں چیل اور کوؤں کو دیجائیں۔کبھی آج تک ایسا اتفاق نہیں ہوا آخر تیرا فرض منصبی کیا تھا؟ یہ ہی نہ کہ تو قبرستان کی حفاظت کرے اور بلا اجازت شاہی کسی متنفس کو اندر داخل نہ ہونے دے ملکہ کے صندوق کا غائب ہونا ایک ایسا راز ہے جو ایک دو نہیں سینکڑوں آدمیوں کو پیوند زمین کر دیگا۔افسوس ہے کہ حکام کی تحقیقات اور پولیس کی کوششوں پر کہ ایک بھی کامیاب ہوسکا اور یہ پتہ نہ چلا کہ لاش کا صندوق کدھر غارت ہوا۔

چوکیدار۔حضور عالی! میں بیشک مجرم ہوں اور جو سزا میرے واسطے تجویز کی جائے میرے جرم کے مقابلہ میں وہ کم ہے۔لیکن میں اتنا عرض کرنیکی جرأت کرتا ہوں کہ یہ واقعہ اسی روز پیش آیا جس روز ملکہ عالیہ دفن کی گئی ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس روز باد کے طوفان کی یہ کثرت تھی کہ میں رات کے آخری حصہ میں کئی گھنٹہ تک اپنے مکان سے باہر نہ نکل سکا۔اس کے بعد سے ہر روز موجود رہتا ہوں اور رات کو تمام رات دروازہ کے پاس سوتا ہوں"۔

جیمس" یہ سب ٹھیک ہے۔لیکن تو نے وہ جرم کیا ہے کہ قتل کافی سزا نہیں ہوسکتی کیوں لارڈ سنگھم۔

سنگھم۔جہاں پناہ عقل دنگ ہے کہ یہ کیا ہوا اور کیونکر ہوا غلطی ہم ہی سے ہوئی۔بادشاہ فری نینڈ کے زمانہ سے یہ انتظام چلا آتا تھا کہ خاندان شاہی کی قبروں پر چالیس روز ننگی تلواروں کا پہرہ رہتا تھا۔لیکن ہونی شدنی کہ ملکہ آنجہانی کی قبر پر یہ انتظام نہ ہوسکا"۔

جیمس ”مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ لاش کا کوئی شخص کیا کریگا۔
سنگھم ”حضور سمجھ ہے“
جیمس ”یقیناً کسی نے توہین کی“
سنگھم۔ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے“۔
جیمس۔ ملکہ آنجہانی کے عشاق دنیا کے ہر حصے میں موجود تھے ممکن ہے کسی شریر النفس نے ایسی حرکت کی ہو“
سنگھم ”یہی ممکن ہے“
جیمس ”کیا غضب ہے کہ آپ لوگ ایسے ظالم شقی القلب دغاباز کا پتہ نہیں چلا سکتے“
سنگھم جس وقت سے یہ خبر وحشت اثر کانوں میں پڑی ہے ہم سب کے ہوش پریشان ہیں اور کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا کہ ہم اطمینان سے بیٹھیں“
جیمس ”مگر اس وقت تک کوشش کا نتیجہ ہوا“
سنگھم ”کچھ سراغ ملا تو ہے مگر قابل یقین نہیں“
جیمس ”کیا جو ہے کہی تو بیان کرو“
سنگھم۔ صرف قدموں کے نشان سے اتنا معلوم ہوتا ہی کہ اسلامی آبادی جہاں زیادہ تر جو واقع آباد ہیں کوئی شخص لیکر گیا ہے صرف وادی کبیر تک پتہ چلتا ہے۔ اس کے بعد نشان اس قدر مٹے ہوگئے کہ آئندہ سراغ نہیں ملتا۔
جیمس ”جب وہاں تک کا پتہ چل گیا تو کیوں نہ ان سب لوگوں کو گرفتار کیا اور تحقیقات کی“
سنگھم تحقیقات ہو رہی ہے آج صبح کے بعد کا مجھکو علم نہیں مسٹر ولی شب و روز اسی میں منہمک ہے وہ ضرور پتہ لگائیگا۔

جیمس ۔ "ولی کو فوراً حاضر کرو کہ آج کی کوشش کا کیا نتیجہ ہوا۔
ولی فوراً حاضر ہوا۔ اس نے بادشاہ کو سلامی دی اور زمین چوم کر خاموش کھڑا ہو گیا۔
جیمس ۔ کیوں ولی نہایت افسوس کی جگہ ہے کہ اس وقت تک اُس دغاباز کا پتہ نہ چل سکا۔
ولی ۔ "حضور کے اقبال سے کوشش بیکار نہیں جا سکتی مجرم گرفتار کر لیا گیا۔ عاصم نام ایک چروا ہے لیکن جرم کا اقبال نہیں کرتا۔"
جیمس ۔ نہایت ۔ پاس اسکے مجرم ہونیکا کافی ثبوت ہے تو اس کی گردن فوراً اڑا دو۔ اس کے بال بچے سب تہ تیغ کر دو اور اسکا گھر و سب اگر ممکن ہو تو زمین سے برابر کر دو۔
ولی ۔ حضور کے اقبال سے بلاشبہ غلط نہیں ہو سکتا۔ حضور کا حکم بجا ہے لیکن اتنا فیصلہ ابھی ہے۔ بیچ میں چند گز کے واسطے پاؤں کا نشان مٹ گیا ہے اسکے بعد سراغ صاف ہے۔"
جیمس ۔ "اسکے بال بچے سب گرفتار کر لو اور قتل کرو۔"
ولی ۔ صرف ایک پردہ نشین عورت ہے وہ بھی گرفتار ہے اور کوئی گھر میں نہیں۔
جیمس ۔ "کچھ شک نہیں یہ مسلمان ہی کا کام ہے وہی کمبخت ہمارے نام کے دشمن ہیں۔ ملکہ کے ساتھ ان کو دلی عداوت تھی۔ فریڈی نینڈ کے نام سے وہ گھبراتے ہیں بیشک یہ اسی کمبخت کا کام ہے تم نے اب تک کیوں ان دونوں کو زندہ رکھا۔ جلسہ عام میں دونوں کی گردن اڑا دو۔"

—— ((۸)) ——

انگوٹھی کا راز میری سمجھ میں ابھی اس وقت تک نہیں آیا۔ یہ واقعہ ہے کہ انگوٹھی وہی ہے جو نسلاً بعد نسلاً ہمارے خاندان میں ہر دلہن کیطرف سے اسکے شوہر کو دی گئی۔

مجھے جہانتک معلوم ہے ایلفینا کو جیمس سے ہمیشہ نفرت رہی۔ اس نے اُسکی درخواست کو کبھی وقعت نہ دی۔ یہ درست ہے کہ یہ کمبخت بے حیا بنکر ہمیشہ اس کے پاس گھسا رہتا تھا۔ اس کی آنکھ میں چونکہ مروت تھی اس لئے وہ بادل ناخواستہ اس سے گفتگو کر لیتی تھی۔ لیکن یہ ستم کہ وہ اتنی بڑی وصیت کرتی اتنا بڑا کام کرتی اور ہمکو کانوں کان خبر نہ ہوتی غلط غلط قطعاً غلط یقیناً غلط۔"

ہیرس "میری رائے میں آپکو محترم باپ کی مخالفت کرنی چاہیئے اور رعیت کے ذہن نشین کر دینا چاہیئے کہ یہ تحریر جھوٹی اور انگوٹھی مسروقہ ہے۔"

فلورا "لیبن کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوا یہی نہ کہ وہ قتل کر دیا گیا میں اسی وقت تک اطمینان سے بیٹھی ہوں جبتک جیمس کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہوں اگر جھوٹ موٹ بھی مخالفت کا نام زبان سے نکالوں تو فوراً جیمس قتل کر دیگا۔ آخر لیبن کا واقعہ تمہاری آنکھ کے سامنے ہے۔"

فریڈرک "مگر مقدس ماما حق کے مقابلہ میں موت عین زندگی ہے۔"

فلورا "لیکن کوشش جبتک کامیابی کی اُمید نہ ہو کرنی یقیناً غلطی ہے یہ موت زندگی نہیں جان بوجھکر موت کے منہ میں جانا ہے اور ارادتاً کنوئیں میں گرنا۔"

ہیرس "میں مقدس ملکہ آج زبان سے نکالتا ہوں کہ اندر ہی اندر اس کوشش میں سرگرم ہوں اور فوج کا بڑا حصہ میرے ساتھ ہے خود لارڈ لسنی جس کے ہاتھ میں اسوقت تمام ملک ہی میرا ہمنوا ہے۔ بارہا اس سے گفتگو ہوئی وہ اس خیال سے متفق ہے کہ جیمس زبردستی بادشاہ بن بیٹھا۔ انگوٹھی اس نے کسی سے نکلوائی اور یہ دستاویز فرضی تیار کی۔"

فلورا "جب خود لسنی کی یہ رائے ہے تو اس سے بہتر موقعہ کیا ہو سکتا ہے جیمس کی طاقت برائے نام ہے حکومت درحقیقت لسنی کی ہے کیونکہ تمام فوج اسکی

مٹھی میں ہے مجھے تو امید نہیں کہ لسنی تمہارے ساتھ ہو۔"

ہیرس۔"فوج اور لسنی سب آپکے نمکخوار قدیم ہیں اور اُس وقت مجبور جیمس کے ساتھ ہیں اگر آپ ہمت کر کے کھڑی ہوں تو دیکھ لیجئے فوج کس کا ساتھ دیتی ہے۔"

فلورا۔"اگر یہ صحیح ہے تو تم لسنی کو میرے سامنے لاؤ۔"

ہیرس۔"نہایت خوشی سے۔"

فریڈرک۔آپ پاپا کی موت کا خیال نہ کیجئے۔انہوں نے حق کی حمایت ضرور کی مگر عقل کی ضرورت یہ تھی کہ پہلے فوج میں جوش پھیلا دیا جاتا، رعیت کو اپنے موافق کرتے اسکے بعد جیمس کی مخالفت شروع ہوتی تو بال بھی بیکا نہ ہوتا۔"

ہیرس۔"بیشک میں لسنی کو لاتا ہوں۔"

(۹)

تیری موت میں دو چار لمحہ اور باقی ہیں تو نے اپنے ساتھ پردہ نشین عورت کو بھی قتل کروایا۔تو مسلمان ہے اور تم لوگ چاروں طرف ڈھو کے دیکر یہ کہتے پھرتے ہو کہ سچے ہو اور جھوٹ تمہارے پاس مطلق نہیں۔نمک حرام بے ایمان تجھ سے زیادہ دغاباز کون ہوسکتا ہے کہ تو نے لاش کی بے حرمتی کی اور وہ کام کیا جو بدتر سے بدتر مذہب کا آدمی بھی نہیں کرسکتا تجھ سے زیادہ مکری اور دغاباز یہ تیری بیوی ہے جو گونگی بنی بیٹھی ہے اور باوجود اس قدر سخت کوشش کے بھی کسی بات کا جواب نہیں دیتی۔یہ باتیں نہایت تند و درشت لہجہ میں جیمس نے عاصم سے کہیں جو اسوقت پابزنجیر اسکے سامنے ہی۔"

عاصم۔"تیرا یہ تاج شاہی جو تو نے بے ایمانی سے حاصل کیا میرے قدموں پر قربان ہے الحمدللہ میں مسلمان ہوں اور یہ سچ ہے کہ مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتے تو

دغا کا پتلا اور مکر کی پوٹ اور فریب کی مجسم تصویر ہے۔ ہم صداقت کے مقابلہ میں تیرا تاج کیا ساری زمین کی سلطنت کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ یہ پاکدامن عورت میری بیوی نہیں میری محسنہ ہے اور تجھ جیسے دغا باز کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ بات کرے۔ میں موت سے ہرگز نہیں ڈرتا اگر تیری رائے میں مجرم ہوں تو قتل کا حکم دے۔ یہ موت جو حق کے راستہ میں میسر ہو گی میرے واسطے زندگی سے بہتر ہے۔"

جمیس۔ "بدبخت ناشاد مکار فریبی اپنی چرب زبانی ختم کر تیری موت اس طرح ہو گی کہ جلاد ایک وار میں تیرا کام تمام کر دے تیرے جسم کی ایک ایک بوٹی چیل کوؤں کو دیجائے گی کہ تو بھی دیکھے کہ تجھ فریبی کا گوشت جانور کس طرح کھاتے ہیں۔ تم لوگ غضب کے بے ایمان ہو کہ اب بھی تو ہم سب پر صداقت کا سکہ بٹھانا چاہتا ہے اگر تو ملکہ کی لاش کا پتہ دیدے تو ہم کم سے کم اتنا کر سکیں گے کہ اس کی ہڈیاں اطمینان سے دفن کر دیں۔ میں اسکے معاوضہ میں تیرے ساتھ کچھ رعایت کر دونگا ورنہ یاد رکھ کہ کتے کی موت ماروں گا اور تیری اس بیوی کو جس کی جان تو یہ کہہ کر بچانا چاہتا ہے کہ بیوی نہیں تیری آنکھوں کے سامنے ایسی سخت ایذائیں دوں گا کہ تیرے ہوش جاتے رہیں گے۔"

عاصم۔ "میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتے میری زبان سے جو کچھ نکلا وہ حرف بحرف صحیح ہے اگر اس بیگناہ عورت کو میری بدولت اذیت پہنچی تو یاد رکھ اس کا ذمہ دار ہو گا۔ تو نے مجھ کو مجرم سمجھا گو تیری سمجھ غلط ہے لیکن جو کچھ کرنا ہے میرے ساتھ کر یہ غریب۔ آسن نہ پاس ایک مسلمان عورت میری مہمان ہے اور میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ یہ میری بیوی نہیں تیرے راج میں مصیبت میں پھنسی ہے آج تین روز سے مظلوم حراست اور قید کی تکلیفیں بھگت رہی ہے تو اسکو رہا کر کہ میں اسے بیگناہ کہتا ہوں اور مجھ کو قتل کر بوٹیاں کاٹ یا ریٹ جو چاہے

سوکر اس لئے کہ تو مجسم سمجھتا ہے۔"
جیمس "ایسی ہٹ دھرمی چوری اور سینہ زوری تم لوگوں کا خاص شیوہ ہے اگر تم ایسے بدمعاش نہ ہوتے تو سلطنت رکھ کر اتنے ذلیل ورسوا کیوں ہوتے دغا تمہاری صورت سے مکر تمہاری حالت سے غریبیا تمہارے افعال سے روشن ظاہر صاف اور عیاں۔ بے غیرت انسان بے حیا مجرم بدمعاش انسان ناہنجار مسلمان گریبان میں منہ ڈال پھر اس انعام کو دیکھ کہ تجھ جیسے سنگین مجرم کو اپنے رحم وکرم سے رعایت کرنیکے واسطے تیار ہوں لیکن تو ابھی تک بے ایمانی پر کمربستہ اور بدمعاشی پر تیار ہے یہ اگر تیری بیوی نہیں تو کیا تیری ماں ہے تم دنیا بھر کے بدمعاش ایسے مہمان نواز کہ ایک عورت گھر میں موجود ہے اور صرف مہمان ہے یہ آخری موقعہ ہے اور پھر ایک دفعہ تیری وجہ سے نہیں بلکہ الفیٹا کی وجہ سے کہتا ہوں کہ اس کی ہڈیاں اگر موجود ہوں تو دیدے۔ دفن کردی ہوں تو بتادے میں وعدہ کرتا ہوں اور اس بھرے مجمع میں کہ تیرے ساتھ سزائے جرم میں خاص مراعات کرونگا ورنہ عنقریب تیری اور تجھ سے پہلے اس عورت کی موت کا حکم دیتا ہوں کمبخت تو کیوں گوارا کرتا ہے کہ ایک عورت تیری سنگدلی کا خمیازہ بھگتے اور اسکی تکا بوٹی ہو" عاصم "جس طرح تو میرے فعل کا ذمہ دار نہیں اسی طرح تیرے فعل کا میں ذمہ دار نہیں۔ تو اسوقت یہ طاقت رکھتا ہے کہ بیگناہوں کے ساتھ زیادتی کرسکے لیکن۔ تو یہ دیکھ لے کہ سلطنت اندلس جس کے مسلمان جیسے جلیل القدر تاجدار دے دغا کی تجھ سے وفا کریگی کون کہہ سکتا ہے کہ تیرا انجام کیا ہوگا مگر یہ میں کہدیتا ہوں کہ انسان کی حالت تغیر پذیر ہے تو ہمیشہ بادشاہ نہ رہیگا۔ اور جس سلطنت پر آج راج کر رہا ہے یہ سدا تیرا ساتھ دینے والی نہیں اس کے وجود پر اتنا گھمنڈ نہ کر کہ عقل کو بالکل ہی کھو دے۔ تیری رائے میں میں مجرم ہوں تو تجھ پر اپنا حکم چلا گو میں

تجھ سے کہہ رہا ہوں کہ میں بیگناہ ہوں۔ لیکن اسپر مصر نہیں۔ ہاں اس پر اصرار ہے اور ضرور ہے کہ اس عورت کے رونگٹے کو بھی اگر تکلیف پہنچی تو دنیا اور دین دونوں تجھ پر لعنت برسائیں گے۔"

جیمس:۔ "اب اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں پہلے اس عورت کو تیری آنکھوں کے سامنے اذیت سے قتل کروں اور جب تیری آنکھیں اپنے اعمال کی سزا اچھی طرح بھگت لیں اسکے بعد تیرے قتل کا حکم دوں۔ کیوں سنگھم تمہاری کیا رائے ہے؟"

سنگھم:۔ "جہاں پناہ کا فیصلہ نہایت درست اور بجا۔ لیکن جو حکم آج اسکو دیئے گئے ہیں انپر اس کو اگر غور کرنیکی مہلت ملے تو عین ترحم ہے میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ حضور ان دونوں کو ایک شبانہ روز کی مہلت عنایت فرمائیں تاکہ یہ اپنی حالت پر اچھی طرح غور کر لیں۔"

جیمس:۔ "اچھا منظور۔"

—————((۱۰))—————

محترمہ ہاں معاملہ ایسا نازک ہے کہ میں زبان سے کوئی حرف نہیں نکال سکتا بادشاہ جیمس کا نمک پرور دہ ہوں انکی اطاعت میرا فرض ہے کون ایسا نمکحرام ہوگا جو اپنے بادشاہ کی مخالفت پر کمربستہ ہو۔ اسپر بادشاہ کے الطاف وکرم جو میرے حالپر ہیں۔ وہ بھی ظاہر ہیں۔ اور ایک مجھ پر ہی کیا تمام رعیت انکے عدل وکرم کا کلمہ پڑھ رہی ہے آپ کی گفتگو کا مطلب مطلق نہ سمجھا۔ لیکن اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ ملکہ آنجہانی کا نمک ہماری رگوں میں پیوست ہے آپکی حکم عدولی نمکحرامی ہے خاندان شاہی کے اختلاف میں ہم غریب اہلکار دخل دینے کا حق نہیں رکھتے

فوج ملکہ آنجہانی کے نام پر قربان ہونا اپنا فخر سمجھتی ہے آپ اپنے حقوق کا دعویٰ کیجئے اول توجہ کو بادشاہ ہی سے امید ہے کہ وہ آپکے دعاوی پر توجہ فرمائینگے۔ اسکے بعد اگر فوج کی اعانت ضروری ہوئی تو وہ بھی آپ کی صدا کی تائید کرے گی اور بادشاہ کو آپکے حقوق کی طرف متوجہ کرنا اس کا فرض ہوگا۔"

ہیبرسس۔" ہاں ہاں میں سمجھ گیا۔ مجھے تمہارے خلوص اور محبت سے جو توقع تھی وہ پوری ہوئی اور میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے ہمکو کامیابی کی امید دلائی۔"

فریڈرک۔" شاباش شاباش درحقیقت نمک حلال رعایا کا یہی کام ہے کہ ملکہ آنجہانی کے بعد بھی کہ انکی ہڈیاں گلکر خاک ہوگئیں انکا اسی طرح دم بھریں ان مبارک توقعات کا جو آپ کی گفتگو نے ہماری امید و نمیں پیدا کیں دلی شکریہ قبول کیجئے۔"

ملکہ کی ماں۔ لیکن میرے عزیز بچو! میں اس گفتگو کا مطلب مطلق نہ سمجھ سکی وقت اتنا نازک اور معاملہ اتنا ٹیڑھا ہے کہ میں اپنی جان محض توقعات کے بہروسہ پر خطرہ میں نہیں ڈال سکتی جبتک مسٹر لسنی پوری طرح یقین نہ دلائیں کہ فوج جیمس کا ساتھہ نہ دیگی۔ اور اگر اس نے ہمارے قتل کا حکم دیا تو ہمارے ساتھہ ہوگی میں ہرگز کسی قسم کی مخالفت کے واسطے تیار نہیں۔"

لسنی۔" نہیں نہیں میں نمک حرام نہیں ہوں۔"

فریڈرک۔" بیشک بیشک۔ محترم ماما ذرا عقل سے کام لیجئے جو کچھہ لسنی نے کہدیا۔ اس کا مطلب صاف اور ظاہر ہے یہ اس سے زیادہ اور کچھہ نہیں کہہ سکتے آپ تو بچوں کی سی باتیں کر رہی ہیں۔"

ملکہ کی ماں۔" بچہ کھویا بڈھا گر میرا دل دکھیا رہا ہے میرا جگر زخمی ہے میرا بیگناہ لیسن اسی سفاک جیمس کے ہاتھوں پیوند زمین ہوگیا۔ ایفیٹا مجھہ سے ہمیشہ کو چھوٹ گئی اب مجھے اپنی جان کی زیادہ پروا نہیں۔ اگر اس نادانستگی سی کوئی مصیبت

فریڈرک پر نازل ہوئی تو میری زندگی ہی فضول ہے مسیح کا واسطہ لسنی تم اور
تمہاری فوج ہمارا ساتھ دے گی یا جبیں کا۔"

ہیرس ۔"مقدس ماما آپ کیا غضب کر رہی ہیں بہرحال انکو اپنی
ذمہ داری کا ہر وقت لحاظ کرنا ہے یہ کس طرح آپ سے چھپی ہوئی مخالفت کا وعدہ
کرکے اپنی جان خطرہ میں ڈالسکتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ در و دیوار بھی کان
رکھتے ہیں آدمی ہیں کیا خبر ہم ہی اس خبر کو جبیں تک پہنچادیں اور کہدیں کہ لسنی
آپکے برخلاف ایک زبردست سازش کر رہا ہے۔ انکو جو کچھ کہنا تھا کہدیا اور آپ
خاطر جمع رکھیے کہ فوج آپکے ساتھ ہے انہوں نے حسن شرافت کا اسوقت ثبوت دیا ہے
اسپر تمام وطن مدۃ العمر ناز کریگا۔ آپکی خاطر اپنی جان خطرہ میں ڈالنے کو موجود ہیں"۔

ماں ۔"مگر یہ خاموش کیوں ہیں زبان سے کیوں نہیں کہتے تم سب کچھ
کہہ رہے ہو۔ اور یہ خاموش ہیں"۔

فریڈرک ۔"یہ خموشی خموشی نہیں رضامندی ہے"۔

ہیرس ۔"ماما آپ کی عقل کو کیا ہو گیا"۔

ماں ۔"کیوں لسنی یہ صیح کہہ رہے ہیں"۔ صحیح

لسنی ۔"میں نہیں کہہ سکتا کہ صحیح کہتے ہو یا غلط مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہ دیا"۔

(۱۱)

میں کس منہ سے تمہارا شکریہ ادا کروں کاش میں اس قابل ہوتی تو تمہارے قدم
اپنی آنکھوں پر رکھتی تم نے مجھکو دوبارہ جان عطا کی میری وجہ سے اس مصیبت میں گرفتار
ہوئے اور اب یہ جفاکار ایسی زبردست مصیبتیں سر پر توڑ رہا ہے میں اگر واقعہ کا
اظہار کر دیتی ہوں تو مجھے اچھی طرح یقین ہے کہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا۔ میں اسکے عادا

الھوار سے اچھی طرح واقف ہوں اس سے زیادہ مکّار اس سے بڑھ کر فریبی اس سرزمین پر کیا پردہ دنیا پر بھی کوئی مشکل سے نکلے گا۔ ظالم نے میرے بیگناہ باپ کو قتل کیا فریڈرک اور سہیرس پر مصیبت ڈہائی۔ ماما کو نظربند کیا۔ اس کو اگر میرا پتہ چل جائے جس زمانہ میں محبت کا مدعی تہا اسوقت بھی اس کے تیور صاف کہہ رہے تھے کہ میرا نہیں حکومت کا طلبگار ہے۔ غضب خدا کا انگوٹھی ہمیشہ میرے صندوقچہ میں رہی رتا و کی خبر میرے فرشتوں کو بھی نہیں اب تم سے یہ سب حال معلوم ہوا ہے۔"

عاصم "مہ جبین ملکہ آپ شہزادی ہیں۔ میں ایک معمولی چرواہا بھلا میرے مقدر ایسے کہاں کہ آپ میری ناچیز خدمات کو قبول فرمائیں یہ محض آپکا کرم اور ذرہ نوازی و بندہ پروری ہے۔ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے قدموں کے نشان نہ مٹائے اور اس غلطی کی وجہ سے آپ پر یہ مصیبت آئی۔ اب آپ ایک کام کیجئے اس وقت رات کا سنسان وقت ہے قید خانہ کی دیواریں تک خاموش ہیں اور کسی طرف سے سانس کی آواز تک نہیں۔ میں کمند ڈالکر آپ کو باہر پہنچا دیتا ہوں جسطرف منہ اٹھے نکل جائیے"

ملکہ "نہیں نہیں ہرگز نہیں! میں ایسی محسن کش نہیں ہوں کہ تمکو اس موقعہ پر چھوڑ کر یہاں سے چلی جاؤں! مجھے اب صرف یہ خیال خوش کر رہا ہے کہ میں تمہاری موت نہ دیکھونگی اور پہلے میں ہی قتل کیجاؤں گی۔"

عاصم اسوقت بیتابانہ ملکہ کے قدموں پر گر پڑا اور کہا غضب ہے ملکہ ستم ہے یہ چاند سا مکھڑا میرے سامنے خاک و خون میں ملایا جائے اور میں زندہ رہوں جس خیال سے میرے بدن کے رونگٹے تک کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ اس سے خوش ہیں میں التجا کرتا ہوں اسے ملکہ رحم کر اور یہاں سے باہر نکلجاؤ۔"

ملکہ "یہ التجا نہیں زخم ہے اسپر اصرار میرے زخم پر چرکے ہیں میں کس طرح

اس کو انجام دے سکتی ہوں ۔"

ملکہ نہیں نہیں کرتی رہی اور عاصم نے ایک رسی جو وہاں پڑی تھی ایک درسے باندھکر اوپر پھینکی اور صرف اس لئے کہ رستہ میں کھل نہ جائے پہلے خود آہستہ آہستہ اوپر چڑھا اور پھر اسکو اچھی طرح مضبوط کر کے ملکہ کو لیکر اوپر چڑھ گیا۔ ہر چند ملکہ انکار کرتی رہی مگر اس نے نہ سنا اور اوپر پہنچکر الفیٹا کو اتار دیا۔ اور منت سے کہا آپ آپ جدہر منہ اٹھے ادہر چلی جائے۔

رات سر پر تھی۔ اندھیرا ہر سمت چھا رہا تھا ملکہ حیران تھی اور عاصم کے اصرار سے مجبور۔ کھڑی دیکھتی رہی اور عاصم خدا حافظ کہہ کر کمند پر چڑھا اور قید خانہ میں داخل ہو گیا۔

(۱۲)

تم دونوں مجھکو پریشان کر رہے ہو میں اس کوشش میں اس خیال میں اس خبط میں بچپن کے سوا کچھ نہیں پاتی۔ اپنی غلطی سے باز آؤ۔ اور اس منصوبہ کو ترک کرو۔ اس میں بربادی کے سوا کچھ نہیں دیکھو لیسن کا کیا حشر تمہارے روبرو ہے اب اطمینان سے بیٹھے رہو جیمیں اگر حکومت کر رہا ہے تو کرنے دو۔ تمہاری نقدیر میں نہ تھی صبر کرو اور جب تک کامیابی کا پورا یقین نہ ہو جائے ہرگز اس آگ میں نہ ہاتھ ڈالو۔

فریڈرک۔ میری مقدس ماں۔ آپ اس طرح بزدل نہ بنیں دنیا کا کوئی مرحلہ بغیر جان لڑائے حل نہیں ہو سکتا اگر اسطرح جان کا خوف دنیا پر طاری ہو جائے تو پھر کبھی کام میں انجام پائے کیا میدان جنگ میں ہزاروں لاکھوں انسان اپنی جانیں گنوا کر صداقت کا بول بالا نہیں کرتے۔ پاپا کی موت آپکی نگاہ میں موت سہی مگر ہماری نگاہ میں اس زندگی سے

بدرجہا بہتر ہے آپ ستم کرتی ہیں کہ ایک ایسی جفا کار کی بے ایمانی کو جائز سمجھتی ہیں اور اگر مقابلہ کے لئے کوئی تیار ہو تو بجائے حوصلہ افزائی کے اسکی ہمت پست کرتی ہیں اس سے زیادہ خوشگوار موقعہ اور کیا ہوگا کہ فوج اور سپہ سالار فوج سب ہمارے ساتھ ہیں کل تمام ارکین فوج میرے سامنے تلوار پر ہاتھ رکھکر قسم کھا چکے ہیں کہ جبتک انکے دم میں دم ہے وہ ہمارے ساتھ ہیں۔

ما۔ فریڈرک مجھے تمہارے بچپن سے ڈر لگ رہا ہے۔

ہیرس۔ ماما ذرا صبر سے کام لیجئے اور آپ خاموش بیٹھ کر نتیجہ کا انتظار کیجئے لیجئے سیلوس آگیا۔

کیوں سیلوس کیا کہتے ہو۔

سیلوس۔ اوہ! کہنا کیا ہے شہزادے آپ خاطر جمع رکھئے میں ایک اکیلا اس ناہنجار کے مقابلہ کو کافی ہوں یہ دیکھئے میری تلوار کو تو زنگ لگا ہوا ہے لیکن اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ رُک رُک کر جیمس کی گردن کٹیگی تاکہ اسکو اپنی مکاری کی پوری سزا مل جائے۔"

ہیرس۔ شاباش شاباش ہمکو آپ صاحبو سے یہی امید ہے جب ایسے ایسے جانباز ہماری مدد کو موجود ہوں تو کامیابی یقینی ہے۔"

سیلوس۔ کامیابی! شہزادہ آپ میدان جنگ میں سیر دیکھئیگا کہ کیا کرتا ہوں۔ میرا چھوٹا سا قد اور یہ پتلے ہاتھ پاؤں خود ہی ہتھیار کا کام دیتے ہیں مجھے گرز اور سپر کسی چیز کی ضرورت نہیں۔"

ملکہ کی ماں۔ سیلوس تم ہمیشہ سنجیدگی میں بھی مذاق سے کام لیتے ہوں میں نے ہر وقت یہی دیکھا کہ تم زبان کے شیر ہو لیکن موقعہ پر دم دبا کر بھاگ گئے ہو۔" سیلوس۔ واہ ملکہ عالم میں اور بھاگنا توبہ توبہ کیا عرض کروں بڑے حضور لیبن میرے سامنے قتل ہوئے اور میں آپکی طرف دیکھتا

بدرجہا بہتر ہے آپ ستم کرتی ہیں کہ ایک ایسی جفا کار کی بے ایمانی کو جائز سمجھتی ہیں اور اگر مقابلہ کے لئے کوئی تیار ہو تو بجائے حوصلہ افزائی کے اسکی ہمت پست کرتی ہیں اس سے زیادہ خوشگوار موقعہ اور کیا ہوگا کہ فوج اور سپہ سالار فوج سب ہمارے ساتھ ہیں کل تمام اراکین فوج میرے سامنے تلوار پر ہاتھ رکھکر قسم کھا چکے ہیں کہ جبتک انکے دم میں دم ہے وہ ہمارے ساتھ ہیں۔

ما۔ فریڈرک مجھی تمہارے بچپن سے ڈر لگ رہا ہے۔

ہیرس۔ ماما ذرا صبر سے کام لیجئے اور آپ خاموش بیٹھ کر نتیجہ کا انتظار کیجئے لیجئے سیلوس آگیا۔

کیوں سیلوس کیا کہتے ہو۔

سیلوس۔ اوہ! کہنا کیا ہے شہزادے آپ خاطر جمع رکھئے میں ایک اکیلا اس ناہنجار کے مقابلہ کو کافی ہوں یہ دیکھئے میری تلوار کو تو زنگ لگا ہوا ہے لیکن اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ رُک رُک کر جمیس کی گردن کٹیگی تاکہ اسکو اپنی مکاری کی پوری سزا مل جائے۔"

ہیرس۔ شاباش شاباش ہمکو آپ صاحبوں سے یہی امید ہے جبکہ ایسے ایسے جانباز ہماری مدد کو موجود ہوں تو کامیابی یقینی ہے۔"

سیلوس۔ کامیابی؟ شہزادہ آپ میدان جنگ میں سیر دیکھئیگا کہ کیا کرتا ہوں۔ میرا چھوٹا سا قد اور یہ تیخی ہاتھ پاؤں خود ہی ہتھیار کا کام دیتے ہیں مجھے گرز اور سپر کسی چیز کی ضرورت نہیں۔"

ملکہ کی ما۔ سیلوس تم ہمیشہ سنجیدگی میں بھی مذاق سے کام لیتے ہو میں نے ہر وقت یہی دیکھا کہ تم زبان کے شیر ہو لیکن موقعہ پر دُم دبا کر بھاگتے ہو۔" سیلوس۔ واہ ملکہ عالم میں اور بھاگنا توبہ توبہ کیا عرض کروں بڑے حضور لیبن میرے سامنے قتل ہوئے اور میں آپکی طرف دیکھتا

سیلوس:- اجی حضور عالی یہ لسنی اور اس کی فوج سب بجا ئیگی کام میں ہی آؤنگا
فریڈرک:- نہیں ایسی بات زبان سے نہ نکالو تم جیسا معین کام آگیا تو پھر
اس کوشش کا مزہ کیا رہا۔"
سیلوس:- اجی حضور کام تو آئیگا لسنی اور اس کی فوج میں تو کام
دونگا اور ایسا کام کہ چٹکی بجانے میں فتح بس لیجیے کھڑے ہو جایئے۔"
ایک زنگ لگی ہوئی تلوار سیلوس نے کندھے پر رکھی اور ادھر ادھر دیکھکر
ایک رسی کا ٹکڑا اٹھا کر کہا سرکار عالیہ یہ بھی ساتھ رکھتا ہوں ورنہ جیمس کو
باندھونگا۔ کس چیز میں۔
ہیرس:- سیلوس ذرا تامل کرو ایسی جلدی پشیمان کرتی ہے ہماری
رائے یہ ہے کہ پہلے پیام بھیجو۔
سیلوس:- تو حضور پیام لیکر میں جاؤں گا جان جائے یا رہے۔
فریڈرک:- ہاں یہ بہتر ہے۔"
سیلوس:- بہتر کیا جناب یا اس کو تخت سے اتار کر آؤنگا یا سر
تن سے اتار کر لاؤں گا۔
اتنا کہہ کر سیلوس نے اپنی زنگ آلودہ تلوار میان سے نکال لی اور کہا۔
ہائے ہائے یہ تلوار حضور تڑپ رہا ہوں بس اب یہ میان میں اس کا سر
ہی کاٹ کر جائیگی۔ لیجیے اب جانے دیجیے۔ دیکھیے کلیجہ بلیوں اچھل رہا ہے یہ
مردود ہمارے حضور کو قتل کرتا ہے۔ سرکار عالیہ آپ کیا فرما رہی ہیں میں وہی خادم
ہوں ملکہ آنجہانی مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتی تھیں آخران کے نمک کا
حق مجھ پر تھا۔ یا نہیں کیا عرض کروں انکے بعد آجتک پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔
ملکہ کی ماں:- اوہ سیلوس تم اپنے ایک فقرہ سے تمام توقعات خاک میں دیتے ہو

یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص بغیر کہائے زندہ رہے۔ کیا تم کو الفنیٹا کی موت کا صدمہ مجھہ سے بھی زیادہ ہے۔

سیلوس :- اجی حضور عالیہ آپ سنیئے بھی اور سمجھیے بھی۔ میں نے تو جس روز سے یہ مکار تخت نشین ہوا اسی روز خدا کے روبرو وعدہ کر لیا کہ جبتک اسکو قتل نہ کر لوں گا پیٹ بھر کر روٹی نہ کہاؤں گا۔ اب اس کا فیصلہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ جب میں کہانا کہالوں اس کے بعد حضور مجھکو کہلا کر دیکھہ لیجیے کہ اور کہا سکتا ہوں یا نہیں سرکار عالیہ میں نمک حرام نہیں ہوں۔ ہائے محسنہ ہائے میری مالکہ ہائے میری ملکہ۔ سیلوس نے یہ کہہ کر ایسی چیخیں ماریں کہ سب دنگ رہ گئے وہ بیہوا ڈیں نکالتے نکالتے۔ ہائے ہائے کے نعرے لگاتا ہوا دہڑ سے ملکہ کی مائی کی گود میں گر پڑا۔ بڑہیا پہلے ہی مر رہی تھی پانچ من کی لاش نے گر کر اور بھی مرے کو مارے شاہ مدار غریب کا پلپلیتھن نکالدیا۔ مگر کر ہی کیا سکتی تھی۔

سیلوس کی ہوشیاری میں سب مصروف تھے کوئی پانی کے چھینٹے دے رہا تہا کوئی خوشبو سنگہا رہا تہا۔ کہ سیلوس نے آنکھہ کھولی اور ہائے بلائے کہتا اٹھکر بیٹھا اور دونوں ہاتھ بڑہیا کے گلے میں ڈالکر کہنے لگا میری محسنہ کی ما میری آقا کی یادگار میری مالک کی مالک۔

سیلوس نے ہاتھہ ڈالکر غریب بڑہیا کو اس زور سے بھینچا کہ پریشان ہوگئی خدا خدا کر کے ہاتہہ چھڑائے۔ اور الگ کہڑی ہوئی۔

ہیبرس :- اچھا مسٹر سیلوس لیجئے تشریف لے جایئے اور جمیس سے سردست صرف اتنا کہیئے کہ خاندان شاہی کے ساتہہ جو تعلقات تم نے رکھے ہیں وہ بہتر نہیں مہربانی کر کے اب تخت شاہی سے دست بردار ہو اور سلطنت فریڈرک کے حوالے کرو اگر تم اپنی حرکت سے باز نہ آؤ گے تو ہزار ہا بندگان خدا کا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔

سیلوس۔ ” دیکھئے تو سہی یہ ایک بات کام کی کہی ہے بس اب میں چلا۔ گھر میں کچھ کھالوں اور وہاں سے سیدھا جیمس کے پاس “
فریڈرک۔ کھانا یہیں کھالو“
سیلوس ” (سر کھجاکر) جی .... آپ کیوں تکلیف ..... کریں .... مگر میں تو نمکخوار قدیم ہوں مجھے کیا عذر ہوسکتا ہے .... “
ملکہ کی ما فریڈرک. ہیرس اور سیلوس کھانے پر بیٹھے فریڈرک نے کہا۔
” سیلوس صاحب آپ نے شادی کیوں نہیں کی “
سیلوس۔ کیا عرض کروں کورٹ شپ تو آٹھ دس سے ہوا مگر شادی ایک سے نہیں ہوئی. شادی کی خواہشمند تو سہرلڑکی ہے۔ مگر جبتک اطمینان نہ ہو میں کس طرح رضامند ہوجاؤں“
ہیرس ” ایلینا سے تعلقات کیوں منقطع ہوئے“
” وہ نہایت بد دماغ عورت ہے ہمیشہ مجھ کو جیک کہا۔ اور جیک ہی اُسکے کتے کا نام ہے “
سیلوس۔ بڑی نالائق عورت ہے آپنے خوب کیا اس سے قطع تعلق کیا“
ہیرس فریڈرک ملکہ تینوں کھاچکے مگر سیلوس بدستور مصروف رہے اور کہنے لگے گوشت نہایت لذیذ ہے غالبًا اور موجود ہوگا۔
ملکہ کی ما۔ مگر آپ تو ابھی فرماتے تھے کہ بھوکا رہتا ہوں “
سیلوس ” مگر آپکو کیا معلوم کہ پیٹ بھرا یا نہیں۔ آدھا پیٹ کھاؤں گا لیکن ابھی تو چوتھائی بھی نہیں کھایا۔
ما ” مگر اتنا کھانا تو شاید موجود نہو“

سیلوس۔ موجود ہو تو منگوا دیجئے ورنہ مجھے بھوکا رہنے کی عادت ہی ہے"
کہانا کہا پی کر گریہ کہتے ہوئے کہ بھوکا رہا سیلوس توند پر ہاتہہ پھیرتے
اونگتے ہوئے چلے۔

(۱۳)

اگر تو مفصل کیفیت نہیں بیان کرتا اور اس عورت کے فرار کا واقعہ نہیں
بتاتا تو میں عنقریب حکم دیتا ہوں کہ تیرے دونو ہاتہہ قطع کر دیئے جائیں۔
اس کے بعد جمیس نے وزرا کی طرف دیکھا اور کہا۔
اس سے زیادہ تعجب انگیز واقعہ کیا ہوگا کہ ایک عورت تم لوگوں کی حراست
سے نکل کر بھاگ جائے اور آج تین روز سے تم لوگ ڈہونڈ رہے ہو اور پتہ نہ لگے
پہلا قیامت خیز واقعہ" تھا۔ کہ شہزادی کی لاش قبر سے غائب ہوئی۔ دوسری
مصیبت یہ کہ عورت قید خانہ سے نکل کر بھاگی ہیں اس مجرم ہی کی سزا پر بس
نہ کرونگا بلکہ جس قدر محافظ ہیں سب کی گردن اڑواؤں گا۔
ایک وزیر۔ جہاں پناہ درست بجا اس سے تعجب خیز واقعہ اور زیادہ کیا ہوگا۔
جمیس۔ یہ کہدینا کافی نہیں آپ لوگ خاموش نہ بیٹھئے۔ عورت
جادو نہیں چھلاوہ نہیں آخر کہاں غارت ہوئی۔
جمیس غصہ میں دانت پیس رہا تہا اور ایک مکا اس زور سے عاصم کے
منہ پر مارا کہ غریب کا سر چکرا گیا اور کہا:
تو اپنے ساتہہ اپنی جورو کی بھی مٹی پلید کرنی چاہتا ہے کل تک وہ عورت
خاموش تھی چپ تھی گونگی تھی آج تو خود بیچارا مکر ام گھنگنیاں سا دے ہوئے ہے۔
بیس پچیس آدمیوں کا دستہ قیدی پر لوٹ پڑا اس کے ہاتہہ پاؤں جکڑ کے

ہوئے تھے اور چاروں طرف سے مار پڑ رہی تھی جب سب تھک گئے تو حمیس نے کہا۔

اگر یہ کسی طرح سے پتہ نہیں دیتا تو اب اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ چاہ اندلس میں لیجا ڈالدو۔ اور تین رات اس کو ایک قطرہ پانی کا نہ دو۔ اور نہ کوئی کھانا پہنچاؤ۔ اسکے بعد میرے سامنے لاؤ۔

«۱۴»

سلطنت کے خاتمہ نے مسلمانوں کی قوت ہی نہیں انکی تمام حالتیں برباد کردی تھیں مگر ایک شجاعت جو ان کی گھٹی میں پڑی تھی ابتک باقی تھی۔ لیکن انکی کوئی باضابطہ فوج نہ تھی نہ باقاعدہ لشکر۔ لشکر و دولت کے نہونے سے انکی حالت اسقدر خوار ہوچکی تھی کہ قانون پر نوبتیں تھیں۔ عیسائیوں نے اپنے تسلط کے بعد جو مظالم اس سرزمین پر توڑے انکے خیال سے تکلیف ہوتی ہے بے پناہ گزیں چاروں طرف مارے مارے پھرتے تھے اور کہیں قدم جمانیکا ٹھکانا اور دم لینے کی جگہ نہ تھی۔ کوہ کربت کے دامن میں ایک گروہ آباد ہوکر اپنی زندگی کے دن پورے کر رہا تھا۔ کہ ان کا سردار یوسف شکار کھیلتا ایک طرف جا نکلا اور دیکھا کہ عورت تن تنہا پہاڑ کے دامن میں بیٹھی ہے اور زار و قطار اس کی آنکھ آنسو جاری ہیں۔

مسلمان اپنے تمام جوہر ضائع کرنیکے بعد بھی جو دولت اپنے پاس رکھتے تھے وہ محض انکی شرافت تھی۔ یوسف یہ کیفیت دیکھ کر اس عورت کے قریب گیا اور مفصل کیفیت دریافت کرنی چاہی۔

یہ عورت ملکہ ایفیٹیا تھی جس نے ایک آہ سرد بھر کر اپنی حالت دکھائی اور کیفیت سنائی اور کہا میں مسلمان ہوں اور مجھے اس وقت مسلمانوں کی اعانت

ضرورت ہے۔

یوسف اس کو اپنے گھر لایا سب سے پہلے فرائض مہمان نوازی ادا کئے اور اس کو یقین دلایا کہ تو ہماری بہن ہے اور ہم اپنی کلمہ گو بہن کی اعانت انسانیت کا فرض سمجھتے ہیں۔

آناً فاناً یہ خبر تمام دامن کوہ میں مشہور ہو گئی اور تین روز کے اندر اندر پانچ ہزار مسلمانوں کا لشکر مقابلہ کیواسطے تیار ہو گیا۔

((۱۵))

جیمس اپنے دربار میں خاموش بیٹھا تھا افسردگی کے آثار اسکے چہرہ سے نمایاں تھے اور وہ ایک خاص خیال میں مستغرق معلوم ہوتا تھا کہ سیلوس ہانپتا کانپتا دربار میں حاضر ہوا اور آتے ہی تلوار پھینک زمین پر گر پڑا۔

جیمس ”کیوں سیلوس کیا ہے؟“

سیلوس ”حضور بھوکا ہوں“

جیمس ”اچھا کھانا لاؤ“

سیلوس ”سرکار کچھ اور عرض کرنا ہے“

جیمس ”کہو فوراً کہو“

سیلوس ”حضور کیا کہوں“

جیمس ”کہو آخر کچھ کہو تو“

سیلوس ”غریب پرور میڈ کی کوز کام ہوا“

جیمس ”کیوں کیا مطلب ہے“

سیلوس ”حضور وہ فریڈرک ہیرس اور ملکہ کی ما“

جیمس ”ہاں پھر“

جیمس "کہو. کہو"
سیلوس "حضور تین پودنے اور سرکار سے مقابلہ"
جیمس "اچھا"
سیلوس "حضور وہ تیار ہیں"
جیمس "کیسے معلوم ہوا"
سیلوس "میں اتفاق سے وہاں پہنچ گیا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تینوں کے تینوں لڑائی کے واسطے تیار ہو رہے ہیں"
جیمس "کیسی لغویات کہتے ہو مفصل کہو"
سیلوس "بھلا حضور کے سامنے غلط عرض کروں گا"
جیمس "مفصل کہو"
سیلوس "حضور تینوں تیار ہیں"
جیمس "اچھا تینوں"
سیلوس "حضور"
جیمس "بیوقوف کچھ مطلب بھی کھلیگا. تین آدمی فوج کا مقابلہ کرینگے"
سیلوس "سرکار انکی کوشش تو یہی ہے"
جیمس "یہ کوشش لغو ہے اسکی کوئی اصلیت نہیں تین آدمی کیا کر سکتے ہیں"
سیلوس "حضور کر تو کچھ بھی نہیں سکتے یہ تو میں بھی جانتا ہوں لیکن خیال تو فرمایئے کیسا لغو خیال ہے"
جیمس "تو میں انکی اس بغاوت کا کچھ علاج کروں"
سیلوس "ضرور حضور کو کرنا چاہیئے"
جیمس "بہت اچھا ابھی لو"

((۱۶))

آج تین روز ہو گئے مگر ابتک تیری حالت درست نہیں ہوئی یہ خموشی بھوک پیاس کی نہیں تیری شرارت اور شیطنت ہے کہ بات نہیں کرتا۔

عاصم۔ میں بات کرنیکے واسطے موجود ہوں آپ سوال کیجئے۔

جیمس۔ "وہ عورت کہاں ہے"

عاصم۔ "مجھے علم نہیں"

جیمس۔ "کیونکر بھاگی"

عاصم۔ "کمند کے ذریعہ سے"

جیمس۔ "کمند کہاں سے آئی"

عاصم۔ "وہیں موجود تھی"

جیمس۔ "وہاں کون لایا تھا"

عاصم۔ "اس کا مجھے علم نہیں"

جیمس۔ "تجھ سے کہہ کر نہیں گئی کہ کدھر جاتی ہے"

عاصم۔ "نہیں"

جیمس۔ "اس کا مکان کہاں ہے؟"

عاصم۔ "اس کا مجھے علم نہیں"

اب جیمس خاموش تھا۔ اس نے جلاد کی طرف دیکھا اور حکم دیا "اس کی گردن اُڑانیسے پہلے ایک ہاتھ کاٹ دو اس کے بعد دوسرا اور تین روز کے بعد اس کی گردن اُڑا دینا"

(۱۷)

قصر الوالحسن میں جمیس خاموش بیٹھا تھا کہ ہیرس تیغ برہنہ لیکر سر پر پہنچا اور کہا۔

"تونے اپنی دغا سے کام لیکر تخت حاصل کیا اور ملکہ آنجہانی کے چھوٹے بھائی جائز وارث کو جو اب جونیئر کے نام سے ملقب ہے محروم کر حکومت کر رہا ہے لیکن اسوقت سے تیری حکومت ختم اور تیری بادشاہی فنا ہوئی انگوٹھی تونے اپنی چالاکی سے دستاویز تونے اپنے فریب سے سب کے سامنے پیش کی حالانکہ ملکہ آنجہانی جسکا تو شوہر بنتا ہے تیرے نام پر جوتی بھی نہ مارتی تھی"

جمیس "خاموش او گستاخ تیرے سر پر موت کھیل رہی ہے میں تجھے ابھی کتے کی موت مارتا ہوں۔ کوئی ہے ادھر آؤ۔"

چار مسلح جوان اس حکم کے پاتے ہی اندر داخل ہوئے اور جمیس نے انکو حکم دیا کہ فوراً ہیرس کی گردن اتار لو۔

جمیس کا حکم ختم نہ ہوا تھا۔ کہ پانچ چھ آدمی تلواریں ہاتھ میں لئے اندر آئے اور کہا۔

کسکی ہستی ہے کہ وزیر جنگ ہیرس کا بال بھی بیکا کر سکے۔ بہتر یہی ہے کہ تو اس تخت سے جسکو تو نے بدمعاشی سے ہضم کیا دست بردار ہو۔

جمیس کے مسلح آدمیوں نے انکا مقابلہ کیا اور کھچا کھچ تلوار چلنے لگی جمیس نے اسوقت موقعہ غنیمت جانا اور لوگوں کو لڑتا باہر تا چھوڑ نشست کے کمرہ سے نکلکر کمرہ خاص میں آیا اور فوراً وزیر جنگ کو طلب کیا کہ معہ تمام فوج کے حاضر ہو یعنی عجب مخمصہ میں گرفتار تھا۔ ادھر بھی زبان دے چکا تھا۔ اور اچھی طرح

سمجھ رہا تھا کہ جیمس کی مخالفت میں صداقت ہے گو فوج اس کے اشارہ میں تھی اور اس کو یقین تھا کہ جس طرف میں ہونگا اس طرف ہی یہ تمام جمعیت لیکن ایک خلمشہ اسکو پریشان کر رہا تھا اور وہ یہ تھا کہ اگر فوج میرے کہنے سے جیمس کی مخالفت پر میرے یقین کے موافق آمادہ نہوئی اور ناکام رہا۔ تو سخت پریشانی ہوگی اور موت نتیجہ روشن ہے تاہم اس لئے یہ مناسب سمجھا کہ دو ہزار فوج ہیرس اور فریڈرک کی مدد کو روانہ کرا ایکہزار آدمی اپنے ساتھ جیمس کے پاس آیا۔

لسنی کی صورت دیکھتے ہی جیمس کھڑا ہو گیا اور کہا۔

"بغاوت! بغاوت!! بغاوت!!!"

فوراً سرکوبی کرو اور ان سبکو کافی سزا دو۔ دیکھو یہ لوگ کیا غضب کر رہے ہیں ہیرس کو اسی وقت قتل کرو۔

لسنی "مجھے تو تعمیل میں عذر نہیں لیکن ......"

جیمس "لیکن کیا۔ کہو جلدی کہو"

لسنی "بغاوت میں فوج بھی شریک ہے"

جیمس "کیا کہہ رہے ہو۔ کیا فوج تمہارے اختیار میں نہیں تم مجھے دغا دیتے ہو"

لسنی "میں اسی طرح نمک حلال اور وفادار ہوں مگر آج صبح مجھے معلوم ہوا کہ فوج کا بڑا حصہ دشمنوں سے ملگیا"

جیمس۔ کیا غضب ہے کیا کہہ رہے ہو تم جس قدر جلد ممکن ہو اپنی جمعیت فراہم کرو۔ کیا سب تمہارا ساتھ چھوڑ بیٹھے۔

لسنی "اجی نہیں بلکہ بڑا حصہ ادھر ہے"

جیمس "جو تمہارے ساتھ ہے اس کو مسلح کرو"

لیسنی ۔ "ابھی لیجئے لاتا ہوں "

جیمس ۔ "تمہارے جانیکا موقعہ نہیں ہے اتنی دیر میں تو نمک حرام نہ معلوم کیا کر گزریں۔ تم یہیں سے احکام جاری کرو "

لیسنی ۔ "یہاں موجود ہی کون ہے "

جیمس ۔ "دیکھو یہ کون آ رہا ہے۔ تم دروازہ بند کردو۔ ایسا نہ ہو دغاباز ادہر آجائیں "

لیسنی ۔ "نہیں آپ اس سے خاطر جمع رکھیں میں جاں نثار ہوں "

جیمس ۔ "لیسنی یہ وہ نازک وقت ہے کہ اگر تم نے مجھے مدد دی تو علاوہ اس کے کہ میں تمکو مالا مال کردونگا۔ اور تاج شاہی صرف تمہارا ہی عطیہ کہونگا میں جبتک زندہ رہونگا تمہارا احسان مند رہونگا "

لیسنی ۔ "اوہ سیلوس خوب آئے تم فوراً جاؤ۔ تمام فوج کو مسلح کرو اور یہاں لاؤ۔ اوہ یہ کیسا شور غل ہے معلوم ہوتا ہے باغیوں کی تعداد زیادہ ہے "

سیلوس ۔ "حضور تعداد کی تو یہ کیفیت ہے کہ تل دہرنے کو جگہ نہیں۔ ورلیفا وت کا حال یہ ہے کہ ایک بھی آپ کے ساتھ نہیں اور میرا رنگ یہ زرد پڑ رہا ہے پھیر کر رات سے بھوکا ہوں۔ پہلے تو میرے کھانیکا بندوبست کیجئے۔ اس کے بعد کیسی فوج میں اکیلا سب کو کافی ہوں "

جیمس ۔ "خاموش خاموش اوہ اوہ ارے کیا بیہودہ پن ہے فضول باتیں نہ کر یہ ایسی گفتگو کا موقعہ نہیں "

سیلوس ۔ "حضور گفتگو کا موقعہ نہیں تو میں خاموش ہوں۔ مگر بھوک اور قضا تو کسیکے اختیار کی بات نہیں "

جیمس ۔ "زیادہ بک بک نہ کر۔ ابھی جان سے مار ڈالونگا "

سیلوس ۔ حضور کس کو دشمن کو میں ساتھ ہوں حضور کہتے ہیں اور ہیں دیکھئے تلوار ساتھ رکھتا ہوں ۔ باہر نکالوں "۔

جیمیس "۔ غارت ہو جا ۔ نکل جا ۔ مر جا ۔ جلدی جا "۔

سیلوس "۔ باورچیخانہ میں جاؤں نا حضور !"

جیمیس "۔ لسنی یہ ہنسی کا وقت نہیں میری جان پر بن رہی ہے اور تم ہنس رہے ہو اسکو نکالو "۔

لسنی ۔ بندہ نواز آپ اسقدر نہ گھبرائیں میں جا کر جسقدر فوج جمع ہو سکی لیکر آتا ہوں

جیمیس "۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں میں تم کو نہ جانے دونگا میں تنہا ہوں اور تنہا ہوں ۔ دیکھو کیا غل غپاڑہ ہے ادہ یہ لوگ تو ادہر آ رہے ہیں کیا کروں کدہر بھاگوں "۔

لسنی "۔ حضور میں اس وقت کیا کروں ۔ دیکھئے اس کمبخت سیلوس کو سو گیا ۔ خرانٹے لے رہا ہے "۔

سیلوس "۔ بھائی بھوکا ہوں اور کیا کروں "۔

جیمس "۔ ارے کمبخت باغی اندر گھس آئے اب جان کی خیر نہیں "۔

سیلوس "۔ حضور میں تو پہلے ہی بھوکا مر رہا ہوں ۔ ہو سکے تو کچھ کھلوا دیجئے ۔ کہ پیٹ بھر کر مروں "۔

جیمیس "۔ نمک حرام سیلوس ! بیحیا سیلوس ! بیوفا سیلوس ! کمبخت سیلوس رحم کر میرے زخم پر نمک نہ چھڑک بے یار و مددگار ہوں ۔ دیکھ باغی محل میں گھس گئے "۔ سیلوس "۔ ہائیں کیسے گھس گئے بس تو اب حضور کی ہی خیر نہیں ۔ حضور یہ تو فرمائیے کھانا بھی کھا لیا ؟ "

لسنی "۔ (قہقہہ مار کر) کیا بدتمیز ہے "۔

جیمیس ۔ "ہائے کیا کروں "۔

سیلوس:- ”ارے یہ تو تمام میدان لاشوں سے پٹا پڑا ہے“۔

جمیس:- ”معلوم ہوتا ہے میرا محافظ دستہ سب کام آگیا“۔

سیلوس:- ”یہ خوشی کی بات ہے بڑے وفادار لوگ تھے اب آپ میری جرأت بھی دیکھئے لسنی کی فوج تو آتی ہی رہ گئی میں تینوں کے سر لاتا ہوں فریڈرک ہیبرس اور ملکہ“۔

جمیس:- ”کیا تم جاتے ہو اور واقعی اس نیت سے؟“

سیلوس:- ”اب آپ دیکھ لیجئے گا“۔

اتنا کہہ کر سیلوس تلوار پکارتا ہوا باہر نکلا تو ہر طرف لاشیں ہی لاشیں پڑی ہوئی تھیں پہلے تو اپنی تلوار خون میں بھری اس کے بعد ایک گردن کاٹ کر الٹے ہاتھ میں لی اور وہ مارا مار آگے نعرے لگاتا ہوا ملکہ کے پاس پہنچا۔

ملکہ:- ”او سیلوس خوب آئے یہ سر کس کا ہے؟“

سیلوس:- ”اب بھی دریافت کرنے کی ضرورت ہے پہچان لیجئے لاکھ اندھیرا گھپ ہو میں کیا چھوڑنیوالا تھا ڈبوچ کر کاٹ ہی تو لیا۔ مگر واہ رے جمیس اف تک بھی نہ کی“۔

ہیرس:- ”نہیں نہیں یہ جمیس کا سر نہیں ہے“۔

سیلوس:- ”اچھا تو ساری محنت بیکار ہی گئی۔ میں نے تو اسی کا سمجھا تھا تو یوں کہئے کسی اور کی قضا میرے ہاتھ سے آئی ہاں صاحب کسی اور ہی کا سر ہے وہ بھاگ گیا ہوگا خیر میں کھانا کھا کر پھر جاتا ہوں“۔

فریڈرک:- ”یہاں کھانا کہاں رکھا ہوا ہے“۔

سیلوس:- ”ایسا غضب بھی نہ کیجئے گا مجھے تو چار وقت ہو گئے کھاؤ نگا ہی میں کتنا دو چار لقمے“۔

ملکہ:- ”یہ اس لغو گفتگو کا وقت نہیں ہے تم فوراً جاکر لسنی کو لاؤ فوج کا ایک دستہ ابھی مسلح ہو کر جمیس کی مدد کو گیا ہے اور بہت جلد وہ ہم پر حملہ کرنیوالے ہیں“۔

سیلوس "لسنی اور فوج کیا کریگی۔ میں اکیلا سبکو بہت ہوں آپ بیفکر رہیئے مگر کیا کروں بھوکا ہوں"

ملکہ "بیوقوف ایسی گفتگو نہ کر بس تو کچھ نہیں کرسکتا"

سیلوس "یہ سر کاٹ کر لایا نہیں لایا"

فریڈرک "ہاں تو ٹھیک ہی مگر اب کام کا وقت ہی کام کرو کام"

سیلوس "بڑا کام تو پیٹ کا ہی"

ملکہ "پھر وہی خاموش۔ جاؤ جلدی جاؤ لسنی کو لاؤ"

سیلوس "بھوکا ہی جاؤں"

ملکہ "جاؤ جاؤ باتیں نہ بناؤ"

سیلوس نے اب پہر توند پر ہاتھ پھیرا سر کھجایا اور تلوار کو تانتا ہوا چلا"

(۱۸)

میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ تمہارے دلمیں میری طرف سی رنج ہی اور اسیوجہ سے تم اس وقت میری مصیبت کے درپے ہو۔ لیکن میرے انکار کے یہ معنی نہ تہے کہ میں تمکو حقیر خیال کرتا ہوں۔ بلکہ مصلحت اسوقت یہی تھی۔ تم جانتے ہو مجھے بہن کی شادی کرنی ہی۔ آج کرونگا تو اور کل کرونگا تو لیکن اسوقت جب تم نے درخواست کی موقعہ نہ تہا میں خود اپنی پریشانیوں میں گرفتار تہا۔ اور ان بغلی گھونسوں سے ڈر رہا تہا جنہوں نے جو گل کہلائے وہ تم خود دیکھ رہے ہو۔ مگر انسانیت اگر کوئی چیز ہی۔ تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اطمینان کے بعد سب سے پہلی مسرت جو ہمکو دنیا میں حاصل کرنی ہے وہ تمہاری شادی کی خوشی ہوگی"

لسنی "اگر آپ اس وقت جب آپ نے انکار قطعی کیا اسوقت کا لحاظ رکھتے

تو نوبت یہانتک نہ پہنچتی۔ آپ نے صرف انکار پر ہی بس نہیں کیا بلکہ میری وہ حقارت کی جس کا زخم ابتک میرے کلیجہ میں موجود ہے"

جیمس۔ تم میرا قصور معاف کرو۔ اور یہ میری تحریر اپنے پاس رکھو۔ بلکہ اسپر بھی تمکو اطمینان نہو تو اسیوقت کہ موت میرے سر پہ کھیل رہی ہو شادی کردوں"

لسنی "نہیں اس قسم کی شادی تو میں نہیں چاہتا مگر ہاں اب مجھے اطمینان ہو گیا۔

لسنی باہر نکلا اور اس کا اشارہ پاتے ہی تمام فوج جو اس وقت تک فریڈرک کیساتھ تھی علیحدہ ہو گئی صرف چند سپاہی جو ملکہ الفیٹا کے جاں نثار تھے وہ اس وقت بھی نمک کا حق ادا کر رہے تھے۔ اور ان تینوں کو اکیلا چھوڑ کر جانا گوارا نہ کیا جمعیت کے فراہم ہوتے ہی جیمس کی جان میں جان آئی باغ باغ تہا کہ سامنے سے ایک پستہ قد آدمی ٹہلتا ٹہلتا سامنے آیا اور تین سر سامنے لاکر پھینکدیئے۔

جیمس "اہا سیلوس کہو یہ کیا لائے"

سیلوس "جی ان تینوں کے سر ہیں اور کیا ہوتا"

جیمس "یہ تو ان کے نہیں ہیں"

سیلوس۔ مجھے تو ہوک میں کچھ دکھائی نہ دیا۔ یہ دیکھئے تلوار خون میں بھری ہوئی ہے۔ تازہ سر کاٹ کر لایا ہوں"

جیمس "میں کب کہتا ہوں کہ یہ باسی ہیں ارے کہیں لاشوں کے تو سر نہیں کاٹ لئے"

سیلوس "اجی سرکار واہ میں نے تو جو سامنے آیا لبس تلوار سے بات کی لیجئے تو پھر اب ......

جیمس "پھر اب کیا"

سیلوس "وہی.........."

جیمس - "وہی کیا؟"

سیلوس "کہانا.........."

جیمس "ذرا اطمینان ہونے دو - میں چاہتا ہوں کہ تینوں کے سر میرے سامنے آجائیں - لسنی گیا ہوا ہے اب لایا"

سیلوس "لسنی کیا لائے گا میں جو لے آیا"

جیمس "نہیں یہ وہ نہیں ہیں"

سیلوس - "تو میں نے ناحق ہی تین آدمیوں کا خون کیا"

جیمس "ناحق کیوں دشمن تھے - قتل ہونا ضروری تھا"

سیلوس "سرکار مجھے کیا خبر کہ دوست ہے یا دشمن میں نے تو پیچھے سے گردنیں کاٹ لیں"

جیمس "ارے کہیں میرے ہی آدمی تو نہ تھے"

سیلوس "یہ مجھے معلوم نہیں میں تو غصہ میں دوست دشمن نہیں دیکھتا اور پھر بھوک میں تو بالکل ہی اندھا ہوتا ہوں"

(۱۹)

لسنی نے جیمس سے تحریری وعدہ لیکر اپنے تمام وعدے طاق میں رکھے اور تمام فوج کو جمع کر مقابلہ کیواسطے تیار ہوا - اس کا خیال تھا کہ ایک متنفس بھی میری صورت دیکھکر فریڈرک کے ساتھ نہ رہیگا - اور میں ان تینوں کو زندہ گرفتار کر جیمس کے حضور میں پہنچادونگا - مگر جب اس نے یہ دیکھا کہ ایک مسلح دستہ جسکی تعداد ایکہزار سے کم نہیں مقابلہ کو تیار ہے تو خود بھی آگے بڑھا اور اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا -

اگر حملہ کی رفتار جو ابتدا میں تھی بدستور قائم رہتی تو ایک ہزار آدمیوں کا پسپا کر دینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ مگر جس وقت فریڈرک نے باواز بلند کہا۔ لڑائی ملک کی نہیں حق و باطل کی ہے۔ تو لسنی کی فوج کا ایک حصہ منحرف ہوکر سامنے آیا اور لسنی سے کہا۔ "جمیس کی بادشاہی محض دغا اور مکر کی ہے۔ اس نے چالبازی سے تخت حاصل کیا۔ اور جائز ورثار کو قطعاً محروم کر دیا۔ اگر دشمن سے لڑائی ہوتی تو ہم اپنی گردنیں کٹانا فخر سمجھتے لیکن اس وقت ہمارا ایمان یہی ہے کہ ہم شہزادہ فریڈرک کے برخلاف تلوار نہ اٹھائیں۔ اگر ایمان کی روشنی تیرے دل میں موجود ہے تو عشق کی آگ کو چولھے میں رکھ۔ ورنہ ہم کو اپنا دشمن سمجھ ہم شہزادے کا ساتھ دینگے اور تمکو معہ جمیس کے قتل کر دینگے۔"

جس فوج کے اوپر لسنی کو پورا اعتماد تھا اسکی یہ گفتگو سنکر دنگ رہ گیا اور اس کو یقین کامل ہو گیا کہ اب معاملہ باسانی طے ہونیوالا نہیں۔ ہر چند یہ اس باغی گروہ کو شیشہ میں اتارنا چاہتا تھا۔ مگر کامیاب نہو سکا۔ اور یہ سب لوگ لسنی کی آنکھوں کے سامنے فریڈرک کے لشکر میں جا شریک ہوئے۔

(۲۰)

میرے قتل کا حکم ہو چکا تھا۔ ظالم نے اپنی طرف سے اذیت دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ غضب خدا کا ایسی سخت سزا اگر بغاوت نہوتی تو یقیناً میں کبھی کا مر چکا ہوتا۔ اور اگر مر نہ جاتا تو مردہ سے بدتر ہو جاتا۔ اب میں آسانی سے بھاگ سکتا ہوں لیکن بھاگنا کمینہ پن ہے میں فرائض بدلکر اس غدار کا رنگ تو دیکھوں۔

کوئی پہرہ نہ تھا نہ محافظ عاصم باہر نکلا اپنا لباس تبدیل کیا اور ہانپتا کانپتا جمیس کے سامنے پہنچ کر عرض کرنے لگا۔

سرکار عالیجاہ دشمن تو اب بھاگا اور عنقریب یہ بغاوت رفع ہوتی ہی۔ مگر ایک افواہ یہ مشہور ہو رہی ہی کہ ملکہ انفینٹا زندہ ہے اور اس کی لاش اسی غرض سے غائب ہوتی تھی کہ سانپ کا زہر اتار دیا جائے۔ چنانچہ وہ موجودہ ہی اسلئے اندیشہ ہی کہ جو فوج اسوقت ہمارا ساتھ دے رہی ہی وہ سب ملکہ کی صورت دیکھتے ہی ادھر ہو جائے گی۔ میں لسی ہی کا خاص آدمی ہوں اور یہ پیام لیکر آیا ہوں۔ فوراً حکم دیجئے کہ کیا کیا جائے۔

جیمس ”تم کیا کہہ رہے ہو۔ مردہ کا زندہ ہونا کس طرح ممکن ہی“

عاصم ”حضور میں کیا کہہ رہا ہوں واقعات ہی کہہ رہے ہیں“

جیمس ”اگر ایسا ہی تو سب سے پہلے ملکہ کو قتل کرنا چاہیئے“

عاصم ”میری بھی یہی رائے ہی اور لسی بھی اس خیال سے متفق ہیں“

جیمس ”مگر یہ قطعی ناممکن ہی۔ دیکھو میں نے اس آدمی کے قتل کا حکم دیا تھا اسیوقت سے بغاوت ہو گئی۔ اس حکم کی شاید تعمیل نہیں ہوئی اور میرا خیال ہے کہ وہ بھی بھاگ گیا“

(۲۱)

لسی کی فوج تین شبانہ روز کٹ کٹ کر لڑی اور شجاعت کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ مگر باغیوں کی تعداد اسقدر زیادہ تھی۔ اور اس قدر جوش سے مقابلہ کر رہے تھے۔ کہ کسی طرح قدم پیچھے نہ ہٹتا تھا۔ چوتھے روز صبح کے وقت خود میدان میں آیا اور فوج کی ہمت بڑھا کر حملہ کا قصد کر ہی رہا تھا کہ دشمن کی طرف سے ایک نوجوان میدان میں آیا اور کہا۔

”دغاباز جیمس اگر ہمت ہی تو مقابلہ کو آ۔ اور حق و باطل کا فیصلہ دیکھ تو نے محض اپنے مکر و فریب سے سلطنت حاصل کی اور اسوقت بھی حکومت

کا جھوٹا نشہ تیرے دماغ سے نہیں اُترتا۔ اگر شجاعت کا ایک ذرہ بھی تیری ہستی میں موجود ہے تو آ۔ اور مقابلہ کر۔

جیمس اس گفتگو کی برداشت نہ کر سکا اور سرخ ہو کر ....

کہنے لگا:-

"او کمینہ باغی تیری یہ حقیقت کہ مابدولت کی شان میں ایسی گستاخی کرے تیری زبان حلق سے نکلوا دونگا"

شخص:- میں تو خود کہہ رہا ہوں کہ سامنے آ اور اپنے ہاتھ سے جو کچھ کرنا ہی کر۔ یا میں تیری گردن اڑا دوں گا یا تو میری زبان کاٹ لیجیو"

اب جیمس کو تاب نہ تھی وہ اتنا سنتے ہی گھوڑا اڑا تا میدان میں آگیا اور آتے ہی ایک وار تلوار کا جوان کے سر پر اس زور سے کیا کہ اگر جوان خالی نہ دے جاتا تو بستہ بھی نہ لگتا۔ چونکہ مشہور مرد میدان تھا تابڑ توڑ تین چار وار کیے۔ اور حریف کو مہلت نہ دی کہ وہ خود حملہ کرتا۔ مگر جوان ہر دفعہ بچ رہا تھا یہاں تک کہ ایک موقعہ پر سنبھلتے ہی اس نے باواز بلند کلمہ طیب پڑھا اور بجلی کی طرح جیمس پر تلوار لیکر گرا۔ جیمس مسلح تھا اور بدن پر زرہ تھی تاہم اس کا ایک بازو زخمی ہوا۔ اس سے پہلے کہ جوان دوسرا وار کرتا گھوڑا بھگا کر اپنے لشکر میں چلا آیا۔

جوان نے کچھ دیر تک پیچھا کیا۔ مگر جب دیکھا کہ اب دشمن کے نیزوں کی زد پر ہوں تو مصلحت یہی سمجھی کہ دانت پیستا ہوا واپس آیا۔

اب جوان نے لسنی کو للکارا اور کہا۔

او دنیا کے بندے تو اپنے آقا سے زیادہ دغاباز اور مکار ہے کہ محض نفس کے کارن جائز وارثوں کے حق غضب کئے اور ایک بے ایمان

کو تخت پر بٹھایا۔ اگر ہمت ہی تو سامنے آ اور دیکھہ کہ حق کیا قوت رکھتا ہی۔

جمیس دانت پیس رہا تہا۔ ہرچند اس نے لسنی کو شرم دلائی۔ اور آمادہ کیا کہ وہ میدان میں آجائے۔ مگر لسنی جمیس کا حشر دیکھہ چکا تہا۔ ایک قدم آگے نہ بڑہا۔

فریڈرک اور ہیرس اور انکے ساتہہ ملکہ کی ماں تینوں متحیر تہے۔ کہ یہ جری کون ہے۔ اسی میں بہت کچھہ ردّ و کد ہو رہی تھی۔ مگر ٹہیک پتہ نہ چلتا تہا کہ جمیس نے دائیں جانب سے حملہ کیا۔

یہ حملہ اس شدّت کا تہا کہ لاکہہ فریڈرک اور ہیرس نے سنبھالنے کی کوشش کی مگر فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھہ کر لسنی نے قتل عام کا حکم دیا۔ اور دو گھنٹہ کے عرصے میں دایاں بازو بالکل ہی ختم ہو گیا۔ اسوقت ہیرس نے جان توڑ کر کوشش کی اور چاہا کہ فوج کے حصّہ قلب سے اس کمی کو پورا کر دے۔ مگر لسنی کی جمیعت نے اس قصد کو پورا ہونے دیا۔ خرابی یہ پڑی کہ جمیس خود قلب لشکر پر گرا۔ اور گو یہاں دیر تک مقابلہ ہوا لیکن غروب آفتاب کے ساتہہ ہی یہاں بھی ہیرس کے قدم ڈگمگا گئے اور اگر وقت جمیس کا ساتہہ دیتا تو یقیناً میدان مار لیا تہا مگر ادہر تو اندہیرا ہوا اور ادہر ہی نوجوان کا داکاٹ کر پشت پر آیا اور ایک دستہ سے جو اسکے ساتہہ تہا وہ خونریزی شروع کی کہ جمیس کو جان بچانی مشکل ہو گئی۔

رات اندہیری تھی مگر فوج کی باگ لسنی کے ہاتہہ میں تھی اور وہ نہایت تجربہ کار جوان تہا۔ حملہ عقب کو اچھی طرح دیکھہ رہا تہا۔ اس نے یہ پشت کا حملہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے سُنا اور سمجھہ گیا کہ ادہر کی فتح ادہر

کی شکست کے برابر ہو گئی۔ کمک کو پہنچا۔ مگر پہنچتے پہنچتے نوجوان کلمہ پڑھ کر دائیں بازو کا بدلہ لے چکا تھا۔ چونکہ رات کا پردہ پڑ چکا تھا اس لئے لڑائی موقوف ہوئی اور لسنی وجمیس زندہ سلامت اپنے لشکر میں واپس آئے۔

صبح ہوئی تو دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ اس قدر خائف تھے کہ ایک کی ہمت حملہ کی نہ تھی۔ میدان لاشوں سے پٹا پڑا تھا۔ اور جہاں تک نظر جاتی تھی مُردوں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ خود جمیس کا شاہی لشکر آدھے سے زیادہ فنا ہو چکا تھا۔ اور اب چار دستے باقی رہ گئے تھے ہیرس کے ساتھیوں کا بھی قلع قمع ہو گیا تھا۔ اور ادھر بھی صرف اللہ ہی کا نام تھا۔

اِدھر جمیس اُدھر فریڈرک دونوں شش و پنج میں تھے تا آنکہ جمیس کا ایک قاصد سامنے آیا اور فریڈرک سے کہا۔

میں بادشاہ جمیس کی طرف سے آیا ہوں۔ اور آپ کو یہ پیام دیتا ہوں کہ اس قتل و خون پر جس نے سلطنت کی بنیادیں ہلا دیں اور ہزار ہا بندگان خدا کٹوا دیئے حضور جمیس کو سخت قلق ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر آپ پہلے فرما دیتے تو میں آپ کی درخواست کو رد نہ کرتا اور حقوق کا تصفیہ بغیر کسی جنگ و جدال کے ہو جاتا۔ اب اگر آپ پسند کریں تو نصف سلطنت آپ لیں اور نصف مجھے دیں۔ ورنہ اس تمام قتل و خونریزی کا ذمہ آپ کے سر پر ہے۔

اس پیام سنے مردہ طبیعتوں میں روح پھونک دی۔ فریڈرک۔ ہیرس اور ملکہ تینوں آپس میں صلاح و مشورہ کرینگے اور بالآخر یہی صلاح قرار پائی کہ

کہ نصف سلطنت پر صبر کرنا چاہیئے اس مشورہ میں ضرورت ہوئی کہ وہ نوجوان
بھی شریک کیا جائے جس کے کلمہ توحید سے اسلام ظاہر ہو چکا تھا۔
اس نے علانیہ اس تجویز کی مخالفت کی مگر چونکہ کثرت رائے موافقت میں
تھی اس لئے یہ پیام بھیجدیا گیا کہ
"ہمارا مقصد ہرگز جنگ وجدال نہیں ہم نصف سلطنت پر صبر کرتے ہیں
اور ہمکو صلح منظور ہے"
پیام برگیا اور تھوڑی دیر بعد ایک جواہر نگار کشتی میں بیش بہا تحائف
شہزادہ فریڈرک کی خدمت میں جمیس کی طرف سے بھیجے گئے اور دوسرے روز صبح
کا وقت شہزادے کے سر پر تاج رکھنے کیواسطے مقرر ہوا۔

(۲۲)

فریڈرک ہیرس اور ملکہ تینوں رات کے وقت خاموش بیٹھے ہیں
انکے سامنے عاصم بھی خاموش ہے چند لمحہ سکوت کے بعد ہیرس نے کہا۔
عاصم صاحب آپ دیکھتے ہیں کہ ہماری جمعیت قریب قریب ختم ہوگئی
اور اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ جو کچھ مل رہا ہے اسکو غنیمت سمجھا۔
عاصم "اس رائے سے تو میں بھی متفق ہوں مگر میں صرف یہی کہہ رہا
ہوں کہ جس دغا باز نے اپنی چالبازی سے اس قدر غضب ڈھایا اس کی
بات قابل اعتبار نہیں اور سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے"
ملکہ "آپ کے احسانات کا ہم کسطرح شکریہ ادا نہیں کر سکتے مگر
یہ تو خیال فرمایئے کہ ہم کر ہی کیا سکتے ہیں یہ گنتی کے چند آدمی ہمارے ساتھ ہیں
ان کے بھروسہ پر اب مقابلہ درست نہیں۔ ہزیمت ظاہر ہے مفت

کی پریشانی ہوگی"
عاصم "خیر اگر آپ کی یہی رائے ہے تو اچھی بات ہے۔ مگر میں پھر بھی کہونگا کہ وہ فریب سے کام لے رہا ہے"
ہیرس "ممکن ہے فریب نہ ہو"
عاصم "شاید"
فریڈرک "تن بہ تقدیر"

((۲۳))

وہ صبح جو جشن فریڈرک کے واسطے مقرر تھی بالآخر آپہنچی اور بشاش بشاش فریڈرک معہ ہیرس اپنی ماں کے قصر جمیس میں داخل ہوا۔ جہاں ظاہری طور پر بہت کچھہ نمود نمائش تھی۔ ہمراہی سب باہر روکے گئے اور صرف تینوں کو بلایا گیا۔ یہاں سوائے زنجیر دں کے اور کچھہ نہ تھا۔ لسنی آگے بڑھا اور تینونکو گرفتار کر جمیس سے پوچھا اب ان باغیونکے لئے کیا حکم ہے۔
جمیس "انکی بغاوت کا علم شہر بھر کو ہوگیا۔ اب ان کی سزا کا علم بھی ہر متنفس کو ہونا چاہیئے انکو گذرگاہ عام میں گولی ماردو"
سیلوس "بیشک بیشک حضور ٹھیک ہے مگر کھانا کھلا کر ان کو گولی سی ماریئے۔ اور مجھہ کو حکم سے پہلے کھانا........
لسنی "اوہ جیک نے چل تجھے بھی گولی ماروں"
جمیس "ہاں اس کی توند میں"
قہقہہ قہقہہ قہ قہ قہ
لسنی "حضور اسکو تو بھبوکا ہی ماروں"

جمیس۔ نہیں کہانا کہلاکر مگر پانی نہ دینا۔
مقتل گذرگاہ عام تہا تینوں باغی کہڑے کیئے گئے اور لسنی حکم دینے کی تیاری کر رہا تہا۔ کہ سامنے سے ایک غبار اٹہتا دکہائی دیا۔ اور آناً فاناً ایک جم غفیر لسنی کے سر پر تہا۔ دفعتہً ایک سوار جو سب سے آگے تہا تلوار سونت کر آگے بڑہا اور لسنی کے دو کر دیئے۔

باقی ماندہ سپاہی جو اس وقت موجود تہے سر پر پاؤں رکہہ کر بہاگے اور اب اس گروہ نے خود جمیس کا محاصرہ کر لیا۔ مشکل سے دو گھنٹہ صرف ہوئے ہونگے کہ مسلمانونکی اس جمعیت نے جمیس کے رفقا کو تہ تیغ کر دیا۔ اور عاصم نے جمیس کو زندہ گرفتار کر با آواز بلند کہا دیکہہ مسلمان جہوٹ نہیں بولتے یہ وہی ملکہ الفیٹیا ہے اور میں وہی چرواہا جسکو تو نے قتل کا حکم دیا تہا۔

دوپہر کے وقت عاصم نے غسل کیا اور شرع اسلام کیموافق اس کا نکاح ملکہ الفیٹیا سے ہوا اور مردہ ملکہ از سر نو اپنی سلطنت پر متمکن ہوئی۔

کتبہ منشی احمد علی

تمت